ماہنامہ احمدیہ گزٹ کینیڈا

جنوری 2019ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز:

”اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے ہر احمدی کے لئے یہ سال اور آئندہ آنے والا ہر سال مبارک فرماتا چلا جائے۔ ...

لیکن ایک مومن کے لئے سال اور دن اس صورت میں مبارک ہوتے ہیں جب وہ اس کی توبہ کی قبولیت کا باعث بن رہے ہوں اور اس کی روحانی ترقی کا باعث بن رہے ہوں، اس کی مغفرت کا باعث بن رہے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے بھی ایک جگہ فرمایا ہے کہ اصل عید اور خوشی کا دن اور مبارک دن وہ ہوتا ہے جو انسان کی توبہ کا دن ہوتا ہے۔ اس کی مغفرت اور بخشش کا دن ہوتا ہے۔ جو انسان کو روحانی منازل کی طرف نشان دہی کروانے کا دن ہوتا ہے۔ جو دن ایک انسان کو روحانی ترقی کے راستوں کی طرف راہنمائی کرنے والا دن ہوتا ہے۔ جو دن حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دلانے والا دن ہوتا ہے۔ جو دن اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتوں اور استعدادوں کو بروئے کار لانے کی طرف توجہ دلانے کا دن ہوتا ہے۔ جو دن اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے لئے عملی کوششوں کا دن ہوتا ہے۔ ...

یہ سال بھی اور آئندہ آنے والا ہر سال بھی جماعت کے لئے، افراد جماعت کے ہر قسم کے دکھوں اور تکلیفوں سے محفوظ رکھتے ہوئے ہر قسم کی حسنہ لے کر آئے۔ آمین۔“

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل، لندن۔ 22 جنوری 2010ء)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ماہنامہ احمدیہ گزٹ کینیڈا

جماعت احمدیہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی مجلّہ

جنوری 2019ء جلد نمبر 48 شمارہ 1

فہرست مضامین

☆	قرآن مجید	2
☆	حدیث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	2
☆	ارشادات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	3
☆	سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطباتِ جمعہ کے خلاصہ جات	4
☆	حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ از مکرم مولانا ارجمند خاں صاحب مرحوم	6
☆	پاکستان کے حکمرانوں، سیاستدانوں، اہلِ فکر و دانش اور عوام کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے بعض انتباہ	9
☆	امریکن عیسائی مشنری زویمر کی قادیان آمد از مکرم مولانا غلام مصباح بلوچ صاحب	12
☆	احمدیوں سے پاکستان کی شان از مکرم جمیل احمد بٹ صاحب	14
☆	امریکہ میں قبولیتِ احمدیت کے اولین سرخیل از مکرم محمد اجمل شاہد صاحب	18
☆	مکرم سید جمیل احمد صاحب کا ذکرِ خیر از محترمہ قدسیہ احمد صاحبہ	20
☆	سماجی کارکن مکرم شاہد محمود راشدی صاحب کا مختصر ذکرِ خیر از ملک عرفان احمد صاحب	22
☆	واٹرلو میں ہونے والی بین المذاہب کانفرنس کا احوال از محمد اکرم یوسف	23
☆	بعض دیگر مضامین، منظوم کلام اور اعلانات	31
	شعبہ تصاویر کینیڈا	

نگران

ملک لال خاں
امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیرِ اعلیٰ

مولانا ہادی علی چوہدری
نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیران

ہدایت اللہ ہادیؔ اور عثمان شاہدؔ

معاون مدیران

حافظ رانا منظور احمد اور شفیق اللہ

نمائندہ خصوصی

محمد اکرم یوسف

معاونین

مسعود ناصر، فوزیہ بٹ، غلام احمد عابدؔ

تزئین و زیبائش

شفیق اللہ

مینیجر

مبشر احمد خالدؔ

رابطہ

editor@ahmadiyyagazette.ca
Tel: 905-303-4000 ext. 2241
www.ahmadiyyagazette.ca

قرآن مجید

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم	۱۔ اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔
قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ o	۲۔ تو کہہ دے کہ میں (چیزوں کو) پھاڑ کر (نئی چیز) پیدا کرنے والے رب کی پناہ مانگتا ہوں۔
مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ o	۳۔ اس کے شر سے جو اس نے پیدا کیا۔
وَمِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ o	۴۔ اور اندھیرا کرنے والے کے شر سے جب وہ چھا چکا ہو۔
وَمِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ o	۵۔ اور گرہوں میں پھونکنے والیوں کے شر سے ☆
وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ o	۶۔ اور حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرے۔

☆ اس کے ایک معنی تو یہ کئے جاتے ہیں: جادو ٹونوں کے ذریعہ باہمی تعلقات کی گانٹھوں میں پھونکنے والیاں، مگر دراصل یہ ایک بہت ہی عظیم پیشگوئی ہے اور ایسی قوموں کے متعلق ہے جن کا اقتدار Divide & Rules کے اصول پر ہوگا یعنی جن قوموں پر انہوں نے فتح حاصل کرنی ہو ان کو آپس میں لڑا کر بے طاقت کر دیں گے اور خود حاکم بن بیٹھیں گے۔ خصوصاً اہل مغرب نے ساری دنیا پر اسی اصول کے تحت حکومت کی ہے۔

حدیث النبی ﷺ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

عَنۡ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: یُوۡشِکُ اَنۡ یَّاتِیَ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یَبۡقٰی مِنَ الۡاِسۡلَامِ اِلَّآ اسۡمُہٗ وَلَا یَبۡقٰی مِنَ الۡقُرۡاٰنِ اِلَّا رَسۡمُہٗ مَسَاجِدُ ھُمۡ عَامِرَۃٌ وَ ھِیَ خَرَابٌ مِنَ الۡھُدٰی عُلَمَآءُ ھُمۡ شَرٌّ مَنۡ تَحۡتَ اَدِیۡمِ السَّمَآءِ مِنۡ عِنۡدِھِمۡ تَخۡرُجُ الۡفِتۡنَۃُ وَفِیۡھِمۡ تَعُوۡدُ۔ رَوَاہ الۡبیھقی فی شعب الایمان۔

(مشکوٰۃ۔ کتاب العلم، الفصل الثالث، صفحہ38، کنزل العمال، صفحہ 43/6۔ بحوالہ حدیقۃ الصالحین، صفحہ 852-853)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ نام کے سوا اسلام کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ اس زمانہ کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر تو آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ ان میں سے ہی فتنے اٹھیں گے اور ان میں ہی لوٹ جائیں گے یعنی تمام خرابیوں کا وہی سرچشمہ ہوں گے۔

ارشادات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

سورۃ الفلق کی بے نظیر تفسیر

’’... قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ کہہ میں پناہ مانگتا ہوں اس رب کی جس نے تمام مخلوقات پیدا کی۔ اس طرح پر کہ ایک کو پھاڑ کر اس سے دوسرا پیدا کیا یعنی بعض کو بعض کا محتاج بنایا اور جو تاریکی کے بعد صبح کو پیدا کرنے والا ہے۔ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں ایسی مخلوق کی شر سے جو تمام شریروں سے شر میں بڑھی ہوئی ہے اور شرارتوں میں اس کی نظیر ابتدائے دنیا سے اخیر تک اور کوئی نہیں جن کا عقیدہ امر حق لَمْ یَلِدْ ۵ؗ وَلَمْ یُوْلَدْ کے برخلاف ہے یعنی وہ خدا کے لئے ایک بیٹا تجویز کرتے ہیں۔

(تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 104-105 حاشیہ)

سورۃ فلق میں یعنی آیت وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ میں آنے والی ایک سخت تاریکی سے ڈرایا گیا اور فقرہ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ میں آنے والے ایک صبح صادق کی بشارت دی گئی اور اس مطلب کے حصول کے لئے سورۃ الناس میں صبر اور ثبات کے ساتھ وساوس سے بچنے کے لئے تاکید کی گئی۔

(تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 112)

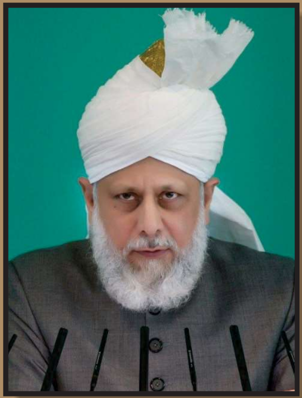

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد فرمودہ خطباتِ جمعہ کے خلاصہ جات

خطبہ جمعہ فرمودہ 05/ اکتوبر 2018ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

گزشتہ خطبہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ذکر جاری تھا۔ آپؓ کے بارہ میں بزرگ صحابہؓ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے قرب میں آپؓ غیر معمولی درجہ رکھتے تھے۔ اور جن صحابہؓ کو رسول اللہ صلعم دوسروں کے لئے نمونہ قرار دیتے تھے ان میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل ہیں۔ آپؓ نہایت متقی اور عبادت گزار تھے۔ ہر سوموار اور جمعرات کو نفلی روزہ رکھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اس سے زیادہ روزے اس لئے نہیں رکھتا کیونکہ پھر تہجد کی ادائیگی میں کمزوری محسوس ہوتی ہے۔

ایک دفعہ رسول اللہ صلعم نے مختصر تقریر فرمائی اور پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تقریر کی۔ اس کے بعد ایک اور شخص نے لمبی تقریر شروع کی تو رسول اللہ صلعم نے ان کو بیٹھنے کے لئے کہا۔ پھر آپ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تقریر کرنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر صرف اتنا کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے، قرآن ہمارا راہنما ہے، بیت اللہ ہمارا قبلہ ہے اور محمد صلعم ہمارے نبی ہیں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ آپؓ نے درست فرمایا۔

آپؓ کی اطاعتِ رسول کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ احادیث میں ایک ایسا واقعہ ملتا ہے جس سے آپؓ کی اطاعت کے معیار کا پتہ چلتا ہے۔ بظاہر ایک چھوٹی سی بات ہے لیکن اس سے آپؓ کی اصل حالت کا علم ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ صلعم کی مجلس کی طرف آرہے تھے۔ آپ ابھی گلی میں ہی تھے کہ آپ کو آواز آئی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ ویسے تو رسول اللہ صلعم اپنے سامنے کے لوگوں سے مخاطب تھے لیکن چونکہ آپ کو آواز پہنچ گئی اس لئے آپ وہاں ہی بیٹھ گئے اور پھر بیٹھ کر اپنے آپ کو گھسیٹ کر مسجد کی طرف لے جانے لگے۔ ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ وہ حکم تو مسجد کے اندر والوں کے لئے تھا تو آپؓ کو ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس پر حضرت عبداللہ بن مسعود نے جواب دیا کہ ہاں ہو تو سکتا تھا لیکن اگر مسجد پہنچنے سے پہلے میں مر جاتا تو رسول اللہ صلعم کے اس حکم پر میں عمل نہ کر پاتا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بات سے خوب واقف تھے کہ مذہبی قوموں کی ترقی کا راز مکمل اطاعت ہی میں ہے۔

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کے وقت ایک قافلہ سے ملے۔ رات کے وقت کی وجہ سے سب لوگ آپ کو نظر نہیں آئے۔ قافلہ میں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ بھی شامل تھے۔ آپ کے پوچھنے پر قافلہ والوں نے بتایا کہ وہ بیت اللہ کی طرف جا رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ کیا آپ لوگوں میں کوئی عالم موجود ہے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ قرآن کریم کی سب سے عظیم آیت کونسی ہے؟ حضرت عبداللہؓ نے جواب دیا کہ آیت الکرسی۔ پھر حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ قرآن کی سب سے زیادہ محکم ترین آیت کونسی ہے۔ حضرت عبداللہ نے جواب دیا:

اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَ الۡاِحۡسَانِ وَ اِیۡتَآیِٔ ذِی الۡقُرۡبٰی (سورۃ النحل 16:91)

یقیناً اللہ عدل کا اور احسان کا اور اقربا پر کی جانے والی عطا کی طرح عطا کا حکم دیتا ہے۔

پھر حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ کیا آپ لوگ جانتے ہیں کہ قرآن کریم کی جامع ترین آیت کونسی ہے۔ اس پر حضرت عبداللہؓ نے جواب دیا:

فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ خَیۡرًا یَّرَہٗ ؕ وَ مَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ؕ (سورۃ الزلزال 99: 8-9)

پس جو کوئی ذرہ بھر بھی نیکی کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا۔

حضرت عمرؓ نے اس کے بعد دریافت کیا کہ کیا آپ لوگ جانتے ہیں کہ قرآن میں سب سے زیادہ امید دلانے والی آیت کونسی ہے۔ اس پر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے جواب دیا:

قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَۃِ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِیۡعًا ؕ (سورۃ الزمر 39:54)

تو کہہ دے کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ یقیناً اللہ تمام گناہوں کو بخش سکتا ہے۔

حضرت عمرؓ نے کہا کہ ان سے پوچھو کہ کیا تمہارے درمیان حضرت عبداللہ بن مسعود تو موجود نہیں ہیں۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں یقیناً وہ ہمارے اندر موجود ہیں۔

آپؓ، رسول اللہ صلعم کی سنت کے مطابق جمعرات کو صرف ایک مختصر وعظ فرماتے تھے۔ سننے والے کہتے تھے کہ ہمارا دل ہمیشہ چاہتا تھا کہ آپؓ لمبا وعظ کریں۔ احادیث کے بیان میں آپؓ نہایت احتیاط کرتے تھے۔ آپؓ کے وعظ سے آپؓ کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوتا تھا۔

ایک مرتبہ آپؓ بیماری میں سخت خوفزدہ ہو گئے۔ لوگوں نے پوچھا تو فرمایا کہ میں اپنے آپؓ کو قیامت کے لئے تیار نہیں پاتا۔ ہمیشہ خدا تعالیٰ کے حساب سے ڈرتے ہوئے اپنی کمزوری کا اظہار کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی اطاعتِ رسول صلعم اور نیکی و تقویٰ کے حصول میں ان صحابہؓ کے نمونہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضورِ انور نے دو نمازِ جنازہ کا اعلان فرمایا۔ پہلا نمازِ جنازہ مکرمہ امتہ الحفیظ بھٹی صاحبہ اہلیہ محمود احمد بھٹی صاحب آف کراچی پاکستان کا تھا۔ جنہوں نے لمبا عرصہ بطور ریجنل صدر لجنہ کام کیا۔ حضورِ انور نے آپ کی بے شمار نیک خصلتوں کا ذکر فرمایا جن میں بچوں کو قرآن پڑھنا، غربا کا خیال رکھنا وغیرہ شامل ہیں۔

دوسرا جنازہ عدنان وینڈن بروک صاحب (Adnan Vandenbrook) کا تھا جو بیلجیم جماعت کے نیشنل سیکرٹری امورِ خارجیہ تھے۔ آپ کے والد صاحب جماعت بیلجیم کے پہلے لوکل احمدی تھے۔ عدنان صاحب تبلیغی میدان میں اور امورِ خارجیہ کے کام میں بہت محنت سے کام کرتے تھے۔ آپ نمازوں میں پابند تھے اور خلافت سے گہرا تعلق رکھتے تھے۔

خطبہ جمعہ فرمودہ 12 اکتوبر 2018ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

آج میں جن صحابہؓ کا ذکر کروں گا ان کا ریکارڈ تفصیل سے تاریخ میں درج نہیں کیا گیا۔ لیکن ان کا ذکر بہر حال ہمارے لئے بابرکت اور ضروری ہے۔ یہ وہ لوگ تھے جو دشمنوں سے گھبرائے نہیں اور ہر چیز اسلام کے لئے قربان کر دی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور انہیں جنت کی خوشخبری دی ہے۔

ایک صحابی حضرت سلمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ غزوہ بدر اور احد میں شامل ہوئے۔ آپ کے خاندان کے اور اشخاص بھی جنگِ احد میں شامل ہوئے۔

پھر حضرت سنان بن صیفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ 12 نبوی میں آپؓ نے اسلام قبول کیا اور غزوہ بدر اور احد میں شریک ہوئے۔ آپؓ غزوہ خندق میں شہید ہوئے۔

پھر حضرت محرز بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ جس دن غزوہ احد کے لئے رسول اللہ صلعم نے نکلنا تھا اس دن صبح کے وقت آپؓ کی وفات ہوئی۔ لیکن آپؓ کی نیت کے باعث آپؓ کا شمار ان صحابہ میں ہوتا ہے جو اس جنگ میں شامل ہوئے تھے۔

پھر حضرت عائذ بن ماعص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپؓ رسول اللہ صلعم کے ساتھ تمام جنگوں میں شامل ہوئے اور خلافتِ اولیٰ میں جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے۔

پھر ایک صحابی ہیں حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپؓ غزوہ بدر اور احد میں شامل ہوئے۔ آپؓ خلافتِ اولیٰ کے دوران شہید ہوئے۔

پھر حضرت عمرو بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپؓ غزوہ بدر اور احد میں شامل ہوئے۔ جب آپؓ نے اسلام قبول کیا تو رسول اللہ صلعم نے آپؓ کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ آپؓ کے بیٹے کہتے ہیں کہ 100 سال کی عمر میں بھی سر کے اس حصہ سے بال سفید نہ ہوئے۔

پھر حضرت ابو خالد بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپؓ تمام غزوات میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ شامل ہوئے۔ آپؓ جنگِ یمامہ میں زخمی ہوئے۔ کچھ دیر زخمی رہنے کے بعد آپ کی وفات خلافتِ ثانیہ میں ہوئی۔

پھر حضرت معتب بن قشیر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپؓ بیعتِ عقبہ میں شامل تھے اور بدر اور احد میں شامل ہوئے۔

پھر حضرت معتب بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپؓ تمام غزوات میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ شامل ہوئے۔ آپؓ کی وفات 57 ہجری میں ہوئی۔

پھر حضرت ثابت بن ہزال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپؓ تمام غزوات میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ شامل ہوئے۔ آپؓ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

پھر حضرت خباب مولیٰ عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپؓ ایک آزاد کردہ غلام تھے۔ آپؓ تمام غزوات میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ شامل ہوئے۔ آپؓ کی وفات 9 ہجری میں 50 سال کی عمر میں ہوئی۔

پھر حضرت تمیم مولیٰ بنو غنم انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپؓ ایک آزاد کردہ غلام تھے۔ آپؓ غزوہ بدر اور احد میں شامل ہوئے۔

پھر حضرت ایاس بن بکیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپؓ نے اپنے بھائیوں کے ساتھ مدینہ میں ہجرت کی۔ سب بھائی غزوہ بدر میں شامل ہوئے۔ ایک روایت کے مطابق آپؓ فتح مصر میں شامل ہوئے جب کہ دوسری روایت کے مطابق آپؓ کی شہادت جنگِ یمامہ میں ہوئی۔ آپؓ سابقینِ اسلام میں سے تھے۔ آپؓ شاعر بھی تھے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ آپؓ کے لڑکے رسول اللہ صلعم کے پاس آئے اور درخواست کی کہ ہماری بہن کا نکاح فلاں آدمی سے کر دیا جائے۔ آپؐ نے فرمایا کہ بلالؓ کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ وہ لوگ سوچنے کے لئے چلے گئے۔ دوسری مرتبہ پھر وہ واپس آئے اور ہر دفعہ کوئی اور رشتہ چاہا۔ لیکن رسول اللہ صلعم نے ہر بار فرمایا کہ بلالؓ کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ بلالؓ کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جن کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے جنت کی خوشخبری دی ہے۔ اس پر وہ مان گئے اور ان کی بہن کا نکاح حضرت بلالؓ سے ہوا۔

پھر حضرت ثقف بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپؓ اپنے دو بھائیوں کے ساتھ بدر میں شامل ہوئے۔ آپؓ کی شہادت غزوہ خیبر میں ہوئی۔

حضورِ انور نے دو نمازِ جنازہ کا اعلان فرمایا۔ پہلا جنازہ مکرم انخو اسماعیل صاحب کا ہے جو سابق صدر جماعت ملائیشیا تھے۔ آپ کے والد ابتدائی احمدیوں میں سے تھے جنہوں نے 1956ء میں بیعت کی تھی۔ ملائیشیا کی حکومت میں اعلیٰ سطح پر آپ کو کام کرنے کا موقع ملا۔ 1986ء میں حضرت خلیفۃ المسیح رابع رحمہ اللہ نے آپ کو صدر بنایا۔ آپ کے دور میں جماعت نے کافی ترقی کی۔ آپ موصی تھے اور بہت عاجز انسان تھے اور ہر ایک سے محبت سے پیش آتے تھے۔

دوسرا جنازہ فہمیدہ بیگم صاحبہ کا ہے جو کہ خلیل صاحب کی اہلیہ تھیں۔ قرآنِ کریم سے آپ کو بہت عشق تھا۔ ربوہ میں جب عورتیں جمعہ پر جایا کرتی تھیں تو آپ کی کوشش ہوتی تھی کہ سب سے پہلے مسجد میں پہنچیں۔ غربا کی بہت امداد کرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔

نیا سال مبارک ہو

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے نیا سال 2019ء تمام احمدیوں کے لئے ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنائے اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قیادت میں احمدیت ہمیشہ کی طرح ترقیات کی منازل طے کرتی رہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ہر شر سے محفوظ رکھے۔ نیز انفرادی اور اجتماعی کامیابیوں اور کامرانیوں سے نوازتا رہے۔

تمام قارئین کو ادارہ احمدیہ گزٹ کینیڈا کی طرف سے نیا سال بہت بہت مبارک ہو۔

کُل عام و انتم بخیر

تاریخ اسلام کا ایک ورق

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مکرم مولانا ارجمند خان صاحب مرحوم۔ پروفیسر تعلیم الاسلام کالج ربوہ

خلافت اور فتوحات

حضرت ابوبکرؓ نے تریسٹھ برس کی عمر میں اواخر جمادی الثانی 13 ھجری دوشنبہ کے روز وفات پائی۔ اور حضرت عمر فاروقؓ مسند آرائے خلافت ہوئے۔ خلیفۂ سابق کے عہد میں مدعیانِ نبوّت، مرتدین عرب اور منکرین زکوٰۃ کا خاتمہ ہوکر فتوحات ملکی کا آغاز ہو چکا تھا۔ یعنی 12 ھجری میں عراق پر لشکرکشی ہوئی اور حیرہ کے تمام اضلاع فتح ہو گئے۔ اسی طرح 13 ھجری میں شام پر حملہ ہوا اور اسلامی فوجیں سرحدی اضلاع میں پھیل گئیں۔ ان مہمات کا آغاز ہی تھا کہ خلیفۂ وقت (حضرت ابوبکرؓ) انتقال فرما گئے۔ حضرت عمرؓ نے عنانِ حکومت ہاتھ میں لی تو ان کا سب سے اہم فرض انہی مہمات کو تکمیل تک پہنچانا تھا۔

فتوحاتِ عراق

خلافتِ صدیقی میں عراق پر حملے کے کیا وجوہ واسباب تھے اور کس طرح اس کی ابتدا ہوئی؟ اس سے قطع نظر یہاں مختصراً اس قدر جان لینا چاہئے کہ خالدؓ بن ولید حیرہ کے متعدد اضلاع فتح کر چکے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ کے حکم سے مثنیٰ بن حارثہ کو اپنا جانشین مقرر کر کے مہم شام کی اعانت کے لئے شام جانا پڑا، حضرت خالد بن ولیدؓ کا جانا تھا کہ عراق کی فتوحات دفعۃً رک گئیں۔

حضرت عمرؓ مسند نشین ہوئے تو سب سے پہلے مہم عراق کی طرف متوجہ ہوئے۔ بیعت خلافت کے لئے عرب کے مختلف حصوں سے بے شمار آدمی آئے ہوئے تھے۔ اس موقع کو غنیمت سمجھ کر مجمعِ عام میں آپ نے جہاد کا واعظ فرمایا۔ لیکن چونکہ عام خیال تھا کہ عراق حکومت فارس کا پایۂ تخت ہے اور اس کا فتح ہونا نہایت دشوار ہے اس لئے ہر طرف سے صدائے برنخاست کا معاملہ رہا۔ حضرت عمرؓ نے کئی دن تک واعظ کیا۔ لیکن کچھ اثر نہ ہوا۔ چوتھے دن ایسی پرجوش تقریر کی کہ حاضرین کے دل ہل گئے۔ مثنیٰ شیبانی نے کہا مسلمانو! میں نے مجوسیوں کو آزما لیا ہے۔ وہ مردِ میدان نہیں ہیں۔ ہم نے عراق کے بڑے بڑے اضلاع فتح کر لئے ہیں اور عجمی اب ہمارا لوہا مان گئے ہیں۔ اسی طرح قبیلہ ثقیف کے سردار ابوعبید ثقفی نے جوش میں آ کر کہا: ''اَنَــا لِھٰذَا'' یعنی اس کام کے لئے میں تیار ہوں۔ ابوعبید ثقفی کی اس بات نے تمام حاضرین کو گرما دیا اور ہر طرف سے آوازیں اٹھیں کہ ہم بھی حاضر ہیں۔ حضرت عمرؓ نے مدینہ اور اس کے مضافات سے ایک ہزار اور دوسری روایت کے مطابق پانچ ہزار آدمی انتخاب کئے اور ابوعبیدؓ کو سپہ سالار مقرر کر کے روانہ کیا۔

حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں عراق پر جو حملہ ہوا اس نے ایرانیوں کو بیدار کر دیا تھا۔ چنانچہ پوران دخت نے جو نو عمر یزدگر شاہ ایران کی متولیہ تھی، فرخ زاد گورنر خراساں کے بیٹے رستم کو جو نہایت شجاع اور مدبر تھا دربار میں بلا کر وزیر جنگ بنا دیا اور تمام اہل فارس کو اتحاد اور اتفاق پر آمادہ کیا۔ نیز مذہبی حمیّت کا جوش دلا کر نئی روح پیدا کر دی۔ اس طرح دولتِ کیانی نے پھر وہی قوت پیدا کر لی جو ہرمزو پرویز کے زمانہ میں اس کو حاصل تھی۔

رستم نے ابوعبیدؓ کے پہنچنے سے پہلے ہی اضلاعِ فرات میں غدر کر دیا اور جو مقامات مسلمانوں کے قبضہ میں آ چکے تھے وہ ان کے قبضہ سے نکل گئے۔ پوران دخت نے ایک اور زبردست فوج رستم کی اعانت کے لئے تیار کی اور نرسی و جابان کو سپہ سالار مقرر کیا۔ یہ دونوں دو راستوں سے روانہ ہوئے جابان کی فوج غارق پہنچ کر ابوعبیدؓ کی فوج سے برسرپیکار ہوئی اور بری طرح شکست کھا کر بھا گی۔ ایرانی فوج کا مشہور افسر جوشن شاہ مارا گیا۔ جابان گرفتار ہوا مگر اس حیلہ سے بچ گیا کہ جس شخص نے اس کو گرفتار کیا تھا وہ پہچانتا نہ تھا۔ جابان نے اس سے کہا کہ میں بڑھاپے میں تمہارے کس کام کا ہوں۔ معاوضہ میں دو غلام لے لو اور مجھے چھوڑ دو۔ اس نے منظور کر لیا بعد میں معلوم ہوا کہ یہ جابان تھا۔ لوگوں نے غل مچایا کہ ایسے دشمن کو چھوڑنا نہیں چاہئے۔ لیکن ابوعبیدؓ نے کہا کہ اسلام میں بدعہدی جائز نہیں۔

ابوعبیدؓ نے جابان کو شکست دینے کے بعد سقاطیہ میں نرسی کی فوج گراں کو بھی شکست دی۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ قرب وجوار کے تمام رؤسا خود بخود مطیع ہو گئے۔ نرسی و جاباں کی ہزیمت سن کر رستم نے مردان شاہ کو چار ہزار کی جمعیت کے ساتھ ابوعبیدؓ کے مقابلہ میں روانہ کیا۔ ابوعبیدؓ نے فوجی افسروں کے شدید اختلاف کے باوجود فرات سے پرے اتر کر دشمن سے نبرد آزمائی کی۔ چونکہ اُس پار کا میدان تنگ اور ناہموار تھا۔ نیز عربی دلاوروں کے لئے ایران کے کوہ پیکر ہاتھیوں سے یہ پہلا مقابلہ تھا۔ اس لئے مسلمانوں کو سخت ہزیمت ہوئی اور نو ہزار فوج میں سے صرف تین ہزار باقی بچی۔

حضرت عمرؓ کو اس شکست نے سخت برافروختہ کیا۔ آپؓ نے اپنے پُرجوش خطبوں سے تمام قبائل عرب میں آگ لگا دی۔ ان کے جوش کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ نمر اور تغلب کے سرداروں نے جو مذہباً عیسائی تھے، اپنے قبائل کے مسلمانوں کے ساتھ شرکت کی۔ اس نے کہا کہ آج عرب اور عجم کا مقابلہ ہے۔ اس قومی معرکہ میں ہم بھی قوم کے ساتھ ہیں۔ غرض حضرت عمرؓ نے ایک فوج گراں کے ساتھ جریر بجلی کو میدان حرب کی طرف روانہ کیا۔ یہاں مثنیٰ نے بھی سرحد کے عربی قبائل کو جوش دلا کر ایک زبردست فوج تیار کر لی تھی۔

پوران دُخت نے ان تیاریوں کا حال سنا تو اپنی فوج خاصہ میں سے بارہ ہزار جنگ آزما بہادر منتخب کر کے مہران بن مہروَیہ کے ساتھ مجاہدین کے مقابلہ کے لئے روانہ کئے۔ حیرہ کے قریب دونوں حریف صف آرا ہوئے۔ ایک شدید جنگ کے بعد ایرانی بھاگ گئے۔ مہران بنی تغلب کے نوجوان کے ہاتھ سے مارا گیا۔ مثنیٰ نے پل کا راستہ روک دیا اور اتنے آدمیوں کو تہ تیغ کیا کہ مُردوں کے پشتے لگ گئے۔ اس فتح کے بعد مسلمان عراق کے تمام علاقوں میں پھیل گئے۔ حیرہ کے کچھ فاصلہ پر جہاں آج بغداد آباد ہے وہاں اس زمانہ میں بہت بڑا بازار لگتا تھا۔ مثنیٰ نے عین بازار کے دن حملہ کیا۔ بازاری جان بچا کر بھاگ گئے اور بے شمار دولت مسلمانوں کے ہاتھ آئی۔ اسی طرح قرب وجوار کے مقامات میں مسلمانوں کی پیش قدمی شروع ہوگئی۔ سوراع، کسکر، صرہ اور فلالیج وغیرہ پر اسلامی قبضہ ہوگیا۔ پایہ تخت ایران میں یہ خبریں پہنچیں تو ایرانی قوم میں بڑا جوش وخروش پیدا ہوگیا۔ حکومت کا نظام بالکل بدل دیا گیا۔ پوران دخت معزول کی گئی۔ یزدگر جو سولہ سال کا نوجوان اور خاندانِ کیانی کا

واحد وارث تھا تختِ سلطنت پر بٹھایا گیا۔ اعیان و اکابر ملک نے باہم متفق و متحد ہو کر کام کرنے کا ارادہ کیا۔ تمام قلعے اور فوجی چھاؤنیاں مستحکم کر دی گئیں۔ اسی کے ساتھ کوشش کی گئی کہ مسلمانوں کے مفتوحہ مقامات میں بغاوت پھیلائی جائے۔ ان انتظامات سے سلطنت ایرانی میں نئی زندگی پیدا ہوگئی اور تمام مفتوحہ مقامات مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گئے۔ مثنیٰ مجبور ہو کر عرب کی سرحد میں ہٹ آئے۔ آپ نے ربیعہ اور مضر کے قبائل کو جو اطراف عراق میں پھیلے ہوئے تھے، ایک تاریخ معیّن تک علمِ اسلامی کے نیچے جمع ہونے کے لئے طلب کیا۔ نیز دربار خلافت کو اہل فارس کی تیاریوں سے مفصل طور پر مطلع کیا۔

حضرت عمرؓ نے ایرانیوں کی تیاریوں کا حال سن کر حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کو جو بڑے رتبہ کے صحابی تھے اور رسول اللہ ﷺ کے ماموں تھے۔ بیس ہزار مجاہدین کے ساتھ مہم عراق کی تکمیل پر مامور کیا۔ اس فوج کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ اس میں تقریباً ستر (70) وہ صحابی تھے جو سرور کائنات ﷺ کے ساتھ غزوۂ بدر میں شجاعت دکھا چکے تھے۔ تین سو وہ تھے جن کو بیعت رضوان کا شرف حاصل تھا۔ نیز اسی قدر وہ بزرگ تھے جو فتح مکہ میں موجود تھے۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے شراف کے مقام پر پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ مثنیٰ آٹھ ہزار آدمیوں کے ساتھ مقام ذی قار میں اس عظیم الشان کمک کا انتظار کررہے تھے کہ اسی اثنا میں ان کا انتقال ہوگیا۔ اس لئے ان کے بھائی مغنی شراف آکر حضرت سعدؓ بن ابی وقاص سے ملے اور مثنیٰ نے جو ضروری مشورے دیئے تھے ان کی خدمت میں پیش کئے۔

حضرت عمرؓ نے ایام جاہلیت میں نواح عراق کی سیاحت کی تھی اور وہ اس سرزمین سے پوری طرح واقف تھے۔ اس لئے آپؓ نے خاص طور پر ہدایت کردی تھی کہ فوج کا جہاں پڑاؤ ہو، وہاں کے مفصل حالات لکھ کر آپؓ کے پاس بھیجے جائیں۔ چنانچہ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے اس مقام کا نقشہ، لشکر کا پھیلاؤ، فرودگاہ کی حالت اور رسد کی کیفیت سے آپؓ کو اطلاع دی۔ اس کے جواب میں دربار خلافت سے ایک مفصل فرمان آیا جس میں فوج کی نقل وحرکت، حملہ کا بندوبست، لشکر کی ترتیب اور فوج کی تقسیم کے متعلق ہدایتیں درج تھیں۔ اسی کے ساتھ حکم دیا گیا کہ شراف سے بڑھ کر قادسیہ کو میدان کارزار قرار دیں اور اس طرح مورچے جمائیں کہ فارس کی زمین سامنے ہو اور عرب کا پہاڑ حفاظت کا کام دے۔ حضرت سعدؓ نے دربار خلافت کی ہدایت کے مطابق شراف سے بڑھ کر قادسیہ میں مورچہ جمادیا اور نعمان بن مقرن کے ساتھ چودہ نامور اشخاص کو منتخب کرکے دربارِ ایران میں سفیر بنا کر بھیجا کہ شاہِ ایران اور اس کے رفقاء کو اسلام کی ترغیب دیں۔ لیکن جو لوگ دولت وحکومت کے نشہ میں مخمور تھے وہ خانہ بدوش عرب اور ان کے مذہب کو کب خاطر میں لاتے۔ چنانچہ سفارت گئی اور ناکام واپس آئی۔

اس واقعہ کے بعد کئی مہینہ تک دونوں طرف سے سکوت رہا۔ رستم ساٹھ ہزار فوج کے ساتھ ساباط میں پڑا تھا اور یزدگرد کی تاکید کے باوجود جنگ سے جی چُرا رہا تھا۔ ادھر مسلمان آس پاس کے دیہات پر چڑھ جاتے تھے اور رسد کے لئے مویشی وغیرہ حاصل کر لاتے تھے۔ جب اس حالت نے طول کھینچا تو مجبور ہو کر رستم کو مقابلہ کے لئے بڑھنا پڑا اور ایرانی فوجیں ساباط سے نکل کر قادسیہ کے میدان میں خیمہ زن ہوگئیں۔ رستم قادسیہ پہنچ کر بھی جنگ کو ٹالنے کی کوشش کرتا رہا اور مدتوں سفراء کی آمد ورفت اور نامہ و پیام کا سلسلہ جاری رکھا۔ لیکن مسلمانوں کا حتمی اور قطعی جواب یہ ہوتا تھا کہ اگر اسلام یا جزیہ منظور نہیں تو تلوار سے فیصلہ ہوگا۔ رستم جب مصالحت کی تمام تدبیروں سے مایوس ہوگیا تو سخت برہم ہوا اور قسم کھا کر کہا کہ:

''آفتاب کی قسم کہ اب تمام عرب کو ویران کردوں گا۔''

قادسیہ میں فیصلہ کن جنگ

رستم نے غضبناک ہو کر فوج کو کمر بندی کا حکم دیدیا اور خود تمام رات جنگی تیاریوں میں مصروف رہا۔ صبح کے وقت قادسیہ کا میدان عجمی سپاہیوں کے آدمیوں کا جنگل نظر آنے لگا جس کے پیچھے پیچھے ہاتھیوں کے کالے کالے پہاڑ عجیب خوفناک منظر پیش کررہے تھے۔

دوسری طرف مجاہدین اسلام کا لشکر جرار صف بستہ کھڑا تھا اللہ اکبر کے نعروں سے جنگ شروع ہوئی دن بھر ہنگامہ محشر برپا رہا شام کو جب تاریکی چھاگئی تو دونوں حریف اپنے اپنے خیموں میں واپس آئے۔ قادسیہ کا یہ پہلا معرکہ تھا۔

قادسیہ کی دوسری جنگ معرکہء اغواث کے نام سے مشہور ہے۔ اس معرکہ میں مہم شام کی چھ ہزار فوج عین جنگ کے وقت پہنچی اور حضرت عمرؓ کے قاصد بھی، جن کے ساتھ بیش قیمت تحائف تھے نے عین جنگ کے موقع پر پہنچ کر پکار کر کہا: ''امیر المومنین نے یہ انعام ان لوگوں کے لیے بھیجا ہے جو اس کا حق ادا کریں۔'' اس نے مسلمانوں کے جوش وخروش کو اور بھی بھڑکا دیا تمام دن جنگ ہوتی رہی شام تک مسلمان دو ہزار اور ایرانی دس ہزار مقتول و مجروح ہوئے لیکن فتح وشکست کا کوئی فیصلہ نہ ہوا۔

تیسرا معرکہ یوم العماس کے نام سے مشہور ہے اس میں مسلمانوں نے سب سے پہلے کوہ پیکر ہاتھیوں سے نجات حاصل کرنے کی۔ کوشش کی کیونکہ ایرانیوں کے مقابلہ میں مجاہدین اسلام کو ہمیشہ اس کالے رنگ کی بلا سے نقصان پہنچتا تھا۔ اگرچہ قعقاع نے اونٹوں پر سیاہ جھول ڈال کر ہاتھی کا جواب ایجاد کرلیا تھا۔ تاہم یہ کالے دیو جس طرف جھک پڑتے تھے صف کی صف پس جاتی تھی۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے ضخم وسلم وغیرہ پارسی نومسلموں سے اس سیاہ بلا کے متعلق مشورہ طلب کیا۔ انہوں نے کہا ان کی آنکھیں اور سونڈ بیکار کردیئے جائیں۔ سعدؓ نے قعقاع، حمال اور ربیع کو اس خدمت پر مامور کیا۔ ان لوگوں نے ہاتھیوں کو نرغے میں لے لیا اور برچھے مار مار کر ان کی آنکھیں بیکار کردیں۔ قعقاع نے آگے بڑھ کر پیل سفید کی سونڈ پر ایسی تلوار ماری کہ جسم سے الگ ہو گئی۔ ہاتھی چیخ مار کر بھاگا، اس کا بھاگنا تھا کہ تمام ہاتھی اس کے پیچھے بھاگے اس طرح دم کے دم میں یہ سیاہ بادل غائب ہوگئے۔

اب مسلمان بہادروں کو حوصلہ افزائی کا موقع ملا۔ دن بھر ہنگامۂ کارزار گرم رہا۔ رات کے وقت بھی اس کا سلسلہ جاری رہا اور اس زور کا رن پڑا کہ نعروں کی گرج سے زمین دہل اٹھتی تھی۔ اسی مناسبت سے اس رات کو لیلۃ الہریر کہتے ہیں۔ رستم پامردی اور استقلال کے ساتھ مقابلہ کرتا رہا۔ لیکن آخر میں زخموں سے چور ہو کر بھاگ نکلا اور نہر میں کود پڑا کہ تیر کر نکل جائے۔ ہلال نام کے ایک مسلمان سپاہی نے تعاقب کیا اور ٹانگیں پکڑ کر نہر سے کھینچ لایا اور تلوار سے کام تمام کردیا۔ رستم کی زندگی کے ساتھ سلطنت ایران کی قسمت کا بھی فیصلہ ہوگیا۔ ایرانی سپاہیوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ مسلمانوں نے دور تک تعاقب کرکے ہزاروں لاشیں میدان میں بچھادیں۔

قادسیہ کے معرکوں نے خاندان کسریٰ کی قسمت کا آخری فیصلہ کردیا اور اسلامی علم نہایت شان وشوکت کے ساتھ ایران کی سرزمین پر لہرانے لگا۔ مسلمانوں نے قادسیہ سے بڑھ کر آسانی کے ساتھ بابل، کوثی، بہرہ شیر اور خود نوشیروانی دارالحکومت مدائن پر قبضہ کرلیا۔ ایرانیوں نے مدائن سے نکل کر جلولا کو اپنا فوجی مرکز قرار دیا۔ اس دوران میں رستم کے بھائی خرنداد نے حسنِ تدبیر سے ایک بڑی زبردست فوج جمع کرلی۔ سعدؓ نے ہاشم بن عتبہ کو جلولا کی تسخیر پر مامور کیا۔ جلولا چونکہ نہایت مستحکم مقام تھا اس لئے مہینوں کے محاصرہ کے بعد فتح ہوا۔ یہاں سے قعقاعؓ کی سرکردگی میں ایک جمعیت حلون کی طرف بڑھی اور خسرو وشنوم کو شکست دے کر شہر پر قابض ہوگئی۔

قعقاعؓ نے حلوان میں قیام کیا اور سر عام منادی کروادی کہ جو لوگ اسلام یا جزیہ قبول کرلیں گے وہ محفوظ رہیں گے۔اس منادی پر بہت سے امراء ورؤوساء برضا ورغبت اسلام میں آگئے۔ یہ عراق کی آخری فتح تھی کیونکہ یہاں اس کی حد ختم ہوجاتی ہے۔

تسخیر عراق کے بعد حضرت عمرؓ کی دلی خواہش تھی کہ جنگ کا سلسلہ منقطع ہوجائے اور آپؓ فرمایا کرتے تھے کہ کاش ہمارے اور فارس کے درمیان آگ کا پہاڑ ہوتا کہ نہ وہ ہم پر حملہ کر سکتے اور نہ ہم ان پر چڑھائی کرتے۔لیکن ایرانیوں کو عراق نکل جانے کے بعد کسی طرح چین نہیں آتا تھا۔ چنانچہ یزدگر نے معرکۂ جلولاء کے بعد مروؔ کو مرکز بنا کر نئے سرے سے حکومت کا انتظام کیا اور تمام ملک میں فرامین اور نقیب بھیج کر لوگوں کو عربوں کے مقابلہ پر آمادہ کیا۔ یزدگر کے فرامین نے تمام ممالک میں مسلمانوں کے خلاف آگ لگادی اور تقریباً ڈیڑھ لاکھ آدمیوں کا لشکر قم میں آکر جمع ہوا۔

یزدگر نے مروان شاہ کو سرِ لشکر مقرر کر کے نہاوند کی طرف روانہ کیا۔اس معرکہ میں علمِ کادیانی جس کو عجم نہایت متبرک خیال کرتے تھے اور فالِ نیک خیال کرتے تھے، فالِ نیک کے خیال سے نکالا گیا۔چنانچہ جب مروان شاہ لشکر کشی کے لئے روانہ ہوا تو یہ مبارک علم اس پر سایہ کرتا جاتا تھا۔

ایرانیوں کی ان تیاریوں کا حال سن کر حضرت عمرؓ نے نعمان بن مقرن کو تیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ اس ایرانی طوفان کو آگے بڑھ کر روکنے کا حکم دیا۔ نہاوند کے قریب دونوں فوجیں سرگرمِ پیکار ہوئیں اور اس زور کی جنگ ہوئی کہ قادسیہ کے بعد ایسی خونریز جنگ کوئی نہیں ہوئی تھی۔ یہاں تک کہ اس جنگ میں خود اسلامی سپہ سالار نعمانؓ شہید ہوگئے۔ان کے بعد ان کے بھائی نعیم بن مقرن نے عَلم ہاتھ میں لیکر جنگ کو جاری رکھا۔ بالآخر رات اترنے سے قبل عجمیوں کے پاؤں اکھڑ گئے ۔مسلمانوں نے ہمدان تک ان کا تعاقب کیا۔ اس لڑائی میں تقریباً تیس ہزار عجمی مارے گئے نتائج کے لحاظ سے مسلمانوں نے اس معرکہ کا نام فتح الفتوح رکھا۔ فیروز جس کے ہاتھ سے حضرت عمرؓ کی شہادت مقدر تھی اسی لڑائی میں گرفتار ہوا تھا۔

عام لشکر کشی

واقعہ نہاوند کے بعد حضرت عمرؓ کو خیال پیدا ہوا کہ جب تک تختِ کیانی کا وارث ایران کی سرزمین میں موجود ہے، بغاوت اور جنگ کا فتنہ فرو نہ ہوگا۔اس بناء پر عام لشکر کشی کا ارادہ کیا۔آپؓ نے اپنے ہاتھ سے متعدد علَم تیار کر کے مشہور افسروں کو دیئے اور انہیں فارس کے خاص خاص ممالک کی طرف روانہ کیا۔ چنانچہ 21 ھجری میں یہ سب غازیانِ اسلام اپنے اپنے متعینہ ممالک کی طرف روانہ ہوگئے۔انہوں نے نہایت جوش وخروش سے حملے کر کے تمام ملک کو اسلام کا زیرِ نگین کردیا۔ نتیجتاً ڈیڑھ دو برس کے عرصہ میں کسریٰ کی حکومت نیست ونابود ہوگئی۔خاندانِ کیانی کا آخری تاجدار ایران سے بھاگ کر خاقان کے دربار میں پہنچا۔خاقان نے اس کی بڑی عزت کی اور فوج گراں کے ساتھ یزدگر کو ہمراہ لے کر خراسان کی طرف بڑھا۔ یہاں خاقان نے احنف بن قیس کے مقابلہ میں صف آرائی کی۔لیکن کچھ دیر کے بعد اس کا عزم متزلزل ہوگیا اور اس کے ذہن نشین ہوگیا کہ ایسے بہادروں کو چھیڑنا مصلحت نہیں۔ چنانچہ اسی وقت کوچ کا حکم دے دیا اور اپنے حدود میں واپس چلا گیا۔ جب یزدگر کو خاقان کے واپس جانے کی خبر ملی تو مایوس ہو کر خزانہ اور جواہرات ساتھ لیکر ترکستان کا عزم کیا۔درباریوں نے دیکھا کہ ملک کی دولت ہاتھ سے نکلی جاتی ہے تو روکا۔جب وہ نہ مانا تو انہوں نے اس کا مقابلہ کر کے تمام مال و اسباب ایک ایک کر کے چھین لیا۔ یزدگر بے سروساماں خاقان کے پاس پہنچا اور مدتوں فرغانہ کی گلیوں میں خاک چھانتا رہا۔

اس کے بعد احنف نے بارگاہ خلافت میں نامۂ فتح روانہ کیا حضرت فاروقؓ نے تمام آدمیوں کو جمع کر کے یہ مژدۂ جاں فزا سنایا اور ایک مؤثر تقریر کی۔ آخر میں فرمایا کہ آج مجوسیوں کی سلطنت برباد ہوگئی اور اب وہ اسلام کو کسی طرح نقصان نہیں پہنچا سکتے۔لیکن اگر تم بھی صراطِ مستقیم پر قائم نہ رہے تو خدا تم سے بھی حکومت چھین کر دوسروں کو دے گا۔

فتوحاتِ شام

ممالک شام میں احنادین ،بُصریٰ اور دوسرے چھوٹے چھوٹے مقامات عہد صدیقی میں فتح ہوچکے تھے۔ حضرت عمرؓ مسند آرائے خلافت ہوئے تو دمشق محاصرہ کی حالت میں تھا۔خالدؓ سیف اللہ نے رجب 14 ہجری میں اپنے حسن تدبیر سے اس کو مسخر کرلیا تھا۔

رومی دمشق کی شکست سے سخت برہم ہوئے اور ہر طرف سے فوجیں جمع کر کے مقام بلسیاں میں مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے جمع ہوئے۔ مسلمانوں نے ان کے سامنے فحل مقام میں پڑاؤ ڈالا۔ عیسائیوں کی درخواست پر معاذؓ بن جبل سفیر بن کر گئے لیکن مصالحت کی کوئی صورت نہ نکلی ۔آخر کار ذوالقعدہ 14 ھجری میں فحل کے میدان میں نہایت خونریز معرکے پیش آئے۔ خصوصاً آخری معرکہ نہایت سخت تھا۔ بالآخر یہ میدان بھی مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔غنیم کے پاؤں اکھڑ گئے اور مسلمان اردن کے تمام شہر اور مقامات پر قابض ہوگئے۔ رعایا ذمی قرار دی گئی اور ہر جگہ اعلان کر دیا گیا کہ مفتوحین کی جان ومال زمین مکانات گرجے اور عبادت گاہیں سب محفوظ رہیں گے۔دمشق اور اردن مفتوح ہوجانے کے بعد مسلمانوں نے حمص کا رخ کیا۔ راہ میں بعلبک، حماۃ، شیراز اور معرۃ النعمان فتح کرتے ہوئے حمص پہنچے اور اس کا محاصرہ کیا۔حمص والوں نے ایک مدّت تک مدافعت کرنے کے بعد مصالحت کرلی۔ سپہ سالار اعظم ابوعبیدہؓ نے عبادہؓ بن صامت کو وہاں متعین کر کے لاذقیہ کا رخ کیا اور ایک خاص تدبیر سے اس کے مستحکم قلعوں پر قبضہ کرلیا۔حمص کی فتح کے بعد اسلامی فوجوں نے ہرقل کے پایہ تخت انطاکیہ کا رخ کیا۔لیکن بارگاہ خلافت سے حکم پہنچا کہ اس سال آگے بڑھنے کا ارادہ نہ کیا جائے۔اس لئے فوجیں واپس آگئیں۔

میدان یرموک اور شام کی قسمت کا فیصلہ

دمشق ،حمص اور لاذقیہ کی متواتر ہزیمتوں نے قیصر کو سخت برہم کیا۔وہ نہایت جوش وخروش کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے اپنی شہنشاہی کا پورا زور صرف کرنے پر آمادہ ہوگیا اور انطاکیہ میں فوجوں کا ایک طوفان عظیم لاکر کھڑا کردیا۔

حضرت ابوعبیدہؓ نے اس طوفان کو روکنے کے لئے افسروں کے مشورہ سے تمام ممالک مفتوحہ کو خالی کر کے دمشق میں اپنی قوت مجتمع کی اور ذمیوں سے جو کچھ جزیہ وصول کیا گیا تھا سب واپس کر دیا گیا کیونکہ اب مسلمان ان کی حفاظت سے مجبور ومعذور تھے۔اس واقعہ کا یہودیوں اور عیسائیوں پر اس قدر اثر ہوا کہ وہ روتے تھے اور جوش کے ساتھ کہتے تھے کہ خدا تم کو جلد واپس لائے۔

حضرت عمرؓ کو مفتوحہ مقامات سے مسلمانوں کے ہٹ آنے کی خبر ملی تو پہلے وہ بہت رنجیدہ ہوئے۔لیکن جب معلوم ہوا کہ تمام افسروں کی یہی رائے تھی تو فی الجملہ تسلی ہوگئی اور فرمایا خدا کی اسی میں مصلحت ہوگی۔سعیدؓ بن عامر کو ایک ہزار کی جمعیت کے ساتھ مدد کے لئے روانہ کیا اور قاصد کو ہدایت کی کہ خود ایک ایک صف میں جا کر زبانی یہ پیغام پہنچانا۔

”اے برادران اسلام! عمرؓ نے بعد از سلام تم کو یہ پیغام دیا ہے کہ پوری سرگرمی کے ساتھ جنگ کرو اور دشمنوں پر شیروں کی طرح اس طرح حملہ آور ہو کہ وہ تم کو چیونٹیوں سے بھی زیادہ حقیر معلوم ہوں۔ہمیں یقینِ کامل ہے کہ خدا کی نصرت تمہارے ساتھ ہے اور آخر فتح تمہارے ہاتھ ہے۔“

(باقی آئندہ۔جاری ہے)

پاکستان کے حکمرانوں، سیاستدانوں، اہل فکرو دانش اور عوام کے لئے
حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے بعض انتباہ
جن کی صداقت پر آج سارا ملک گواہ ہے

مرسلہ: مکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب، نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

1990ء میں انتباہ

18 رمئی 1990ء کے خطبہ جمعہ میں حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

❁ ''ان مولویوں کو مَیں کہتا ہوں کہ جو زور تم سے لگتا ہے لگاتے چلے جاؤ۔ دعائیں کرو، گریہ وزاری کرو اور اس کی توفیق نہیں تو گالیاں بکتے چلے جاؤ۔ ہر قسم کی سازشیں کرو مگر میرے خدا نے یہ فیصلہ کرلیا ہے اور جماعت احمدیہ کے خدا نے یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ اس کی تقدیر تمہارے ڈنگ نکال دے گی اور جماعت کو بالآخر تمہارے آزاروں سے نجات بخشی جائے گی۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 18 رمئی 1990ء)

9 رنومبر 1990ء کے خطبہ جمعہ میں حضور رحمہ اللہ نے ہندوستان میں بعض انتہا پسند ہندو تنظیموں کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف ظالمانہ کارروائیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

❁ ''یہ ہندوستان میں جو کچھ ہو رہا ہے یہ دراصل پاکستان میں ہونے والے چند واقعات کا ردّعمل ہے۔ جس طرح ہندوستان میں ہونے والے واقعات کا ردّعمل مشرقی بنگال میں یا یوں کہنا چاہئے کہ بنگلہ دیش میں ظاہر ہوا اور سندھ کے بعض علاقوں میں ظاہر ہوا۔ اسی طرح ظلم کے ردّعمل دوسری جگہ ہوتے رہتے ہیں اور ہندوستان میں جو کچھ ہو رہا ہے اس میں یہ حوالہ دیا جا رہا ہے کہ پاکستان میں بھی تو یہی کچھ ہوتا ہے۔ پاکستان میں بھی تو انتہا پرست مُلّاں مذہب کے نام پر اپنے اقتدار کو غیروں پر قائم کرنے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس لئے وہ ہندو پارٹی جو دراصل اس سارے فساد کی ذمہ دار ہے اس کے رہنما بار بار یہ حوالے دے چکے ہیں کہ اگر پاکستان کے مُلّاں کو یہ حق ہے کہ اسلام کے نام پر جن کو وہ غیر مسلم سمجھتا ہے ان کے تمام انسانی حقوق دبالے تو کیوں ہندومت ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دے سکتا کہ ہم ہندومت کے نام پر ہندومت کی عظمت کے لئے تمام مسلمانوں کے تمام بنیادی حقوق دبالیں۔ ...

پس جو بدبختی ہندوستان میں ہو رہی ہے اور مسلمانوں پر جو عظیم مظالم توڑے جا رہے ہیں اس کی داغ بیل پاکستان کے مُلّاں نے ڈالی ہے۔ یہ وہ مجرم ہے جو خدا کے حضور جوابدہ ہوگا۔ اس دنیا میں بھی آپ دیکھیں گے کہ ایک دن آئے گا جب یہ مُلّاں اپنے ظلم اور تعدّی کی وجہ سے پکڑا جائے گا اور آخرت میں تو بہرحال اُن کو رسوا اور ذلیل ہونا مقدّر ہو چکا ہے سوائے اس کے کہ یہ توبہ کریں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 9 رنومبر 1990ء)

1991ء کا انتباہ

27 ستمبر 1991ء کو حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

❁ ''اس زمانہ میں عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ پاکستان اور بعض دوسرے ملکوں میں اتنی سوچ بھی باقی نہیں رہی کہ وہ باتوں کے آپس میں رشتے تو ملا کر دیکھیں کب سے پاکستان مصیبت میں مبتلا ہوا ہے؟ جب سے احمدیوں کو اسلام سے باہر نکالا ہے۔ اسلام کے اندر اسلام کی برکت کی یہی ایک ضمانت تھی، یہی ایک تعویذ تھا جس کے نام پر اسلام کا تقدس جاری تھا اور اس تعویذ کو تو آپ نے نکال کر باہر پھینک دیا، پیچھے پھر اسلام کی برکتیں کیا، سب کچھ ہاتھ سے جاتا رہا ہے اور مسلسل اس کے بعد سے سیاست گندی سے گندی ہوتی چلی جارہی ہے، بکتی جارہی ہے۔ Horse Trading کا محاورہ ایسے کھلے کھلے استعمال ہوتا ہے جیسے روزمرّہ کی کوئی بات ہے۔ کوئی شرم وحیا کی بات ہی نہیں رہی۔ کرپشن سر سے پاؤں تک، ناخنوں تک پہنچ گئی ہے۔ کوئی زندگی کا ایسا شعبہ نہیں جہاں بددیانتی کے بغیر کام چل سکے اور بے حیائی ایسی کہ دیکھیں سب کہتے ہیں الحمدللہ اسلام آ رہا ہے، اللہ کا بڑا احسان ہے کہ ہم اسلام کے قریب تر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ کہاں اسلام کے قریب ہو رہے ہیں؟ کسی نے کبھی نہیں سوچا۔ اگر یہ ساری بدبختیاں اسلام ہیں تو نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ اس اسلام سے تو دُوری بہتر ہے۔ لیکن خدا گواہ ہے کہ یہ اسلام نہیں ہے۔ یہ بدبختیاں تمہاری شامت اعمال ہیں۔ تم نے احمدیوں پر مظالم کرکے اسلام سے جو دُوری اختیار کی ہے یہ اس کی سزا ہے ورنہ اسلام سے قرب کی تو خدا سزا نہیں دیا کرتا۔ اسلام سے قرب کی تو جزا ہوتی ہے۔ پس یہ ساری مصیبتیں جو تم پر نازل ہو رہی ہیں تمہیں کون سمجھائے اور کیسے سمجھائے کہ اسلام سے قرب کے نتیجہ میں نہیں بلکہ اسلام سے دُوری کے نتیجہ میں ہیں۔ اسلام کے بنیادی حسین منصفانہ قوانین کو تم نے بالائے طاق رکھ دیا بلکہ بھاڑ میں جھونک دیا اور کبھی تم نے ضمیر کی ادنیٰ سی کسک بھی اپنے دل میں محسوس نہیں کی کہ ہم کیا کر رہے ہیں؟ مقدس اسلام کو کیسے استعمال کر رہے ہیں؟ اور مَکْرٌ فِیْٓ اٰیَاتِنَا ہے کہ وہ جاری ہے اور مسلسل چلتا چلا جارہا ہے۔'' (خطبہ جمعہ فرمودہ 27 ستمبر 1991ء)

1992ء میں بعض انتباہ

8 رمئی 1992ء کے خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا:

❁ ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

وَمَا کَانَ رَبُّکَ لِیُھْلِکَ الْقُرٰی بِظُلْمٍ وَّاَھْلُھَا مُصْلِحُوْنَ

(سورۃ ہود آیت 118)۔

فرمایا: اگر ہمارے عذاب سے کسی بستی نے بچنا ہے تو ان کے اہل کو مُصْلِحُوْن ہونا پڑے گا۔ یہ نہیں فرمایا کہ شریعت کا قانون جاری کرنا پڑے گا۔ اگر لوگ بدبخت ہیں، لوگ گندے ہیں، ظالم ہیں، سفاک ہیں تو شریعت کا قانون کیسے ان کو بچا سکتا ہے۔ شریعت کا قانون تو جاری ہو چکا ہے ان بے وقوفوں کو یہ بھی سمجھ نہیں آ رہی۔ وہ انہوں نے جا کر تھوڑا کرنا ہے۔ وہ تو چودہ سو سال پہلے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر نازل ہو کر جاری ہو چکا ہے اور اس قانون پر عمل کرنے سے دنیا کی کوئی حکومت روک نہیں رہی۔ ... اگر مسلمان شریعت پر عمل نہیں کر رہے اور محمد مصطفیٰ صلی

اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شریعت پر عمل نہیں کر رہے تو ضیاء یا نواز شریف کی شریعت پر کیسے عمل کریں گے۔

کیا یہ خدا سے بڑے لوگ ہیں۔ ان کو علم ہے کہ شریعت تو محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) پر خدا کی طرف سے نازل ہوئی تھی۔ پھر بھی اگر وہ عمل نہیں کر رہے اور یہ انتظار کر رہے ہیں کہ ضیاء یا نواز شریف کا قانون جاری ہو تو ہم پھر عمل شروع کریں تو اس شریعت پر عمل کرنے سے تو بہتر ہے کہ جہنّم میں چلے جائیں کیونکہ جو شریعت خدا کی خاطر نہیں بلکہ بندے کی خاطر اطلاق پاتی ہے تو اس شریعت کی کوئی بھی حقیقت نہیں۔ وہ شرک ہے۔ پس یہ بے وقوفی کی حد ہے۔ اس قوم کو اگر بچنا ہے تو وہی نسخہ استعمال کرنا ہوگا جو قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے۔ وہاں نفاذ شریعت کا حکومت کے تعلق میں کوئی ذکر نہیں ملتا۔ نفاذ شریعت کا بندوں، انسانوں کے تعلق میں ذکر ملتا ہے۔ فرمایا ہے لوگ مصلح بن جائیں گے، اپنی اصلاح کریں گے اور دوسروں کی اصلاح کریں گے تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ وہ بچائے جائیں گے۔'' (خطبہ جمعہ فرمودہ 8/مئی 1992ء)

20/نومبر 1992ء کے خطبہ جمعہ میں حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

۞ ''قائداعظم بہت صاحبِ فراست انسان تھے۔ باتوں کی چالاکی ان کو نہیں آتی تھی۔ لیکن عقل میں تقویٰ تھا۔ یہ مُلّاں ان پر اعتراض کرتے ہیں اور حملے کرتے ہیں کہ یہ غیر مسلموں کی طرح تھا۔ تقویٰ ایسی چیز ہے کہ اگر غیر مسلم میں بھی ہو تو اس کی عقل کو جلا بخش دیتا ہے۔ اور اگر نہ ہو تو کتنا بڑا پکا مسلمان ہو اس کے اندر اندھیرے ہی پلیں گے، اس سے زیادہ اور کچھ اس سے توقع نہیں رکھ سکتے۔ تو قائداعظم نے مُلّاں سے صلح نہیں کی۔ مُلّاں کی دھمکیوں سے مرعوب نہیں ہوئے۔ یعنی اس حد تک کہ اصولوں کے سودے کر لیں۔ قائداعظم نے اپنی زندگی میں جتنے فیصلے کئے ہیں ان کا تنقیدی نظر سے مطالعہ کر کے دیکھ لیجئے ایک بھی فیصلہ ایسا نہیں ہے جس کی بنیاد تقویٰ پر نہ ہو۔ ایک سربراہ کا تقویٰ یہ ہوتا ہے کہ وہ فیصلہ وہ کرے جو اس کے نزدیک واقعۃً قوم کے لئے جائز اور درست ہے اور اخلاق کے اعلیٰ اصولوں کے منافی نہیں ہے۔ اس پہلو سے قائد اعظم کا ہر فیصلہ ہر شک سے بالا تھا اور ہر قسم کی تنقید سے بالا تھا۔ مولویوں سے دیکھ لیجئے انہوں نے اس بات پر ٹکر لی کہ مولوی کہتے تھے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے دو ہم تمہاری جوتیاں چاٹیں گے۔ قائداعظم کو اپنی جوتیاں چٹوانے کا کوئی شوق نہیں تھا۔ یہ بھی تقویٰ کی ایک علامت ہے۔ ان کو کوئی پرواہ نہیں تھی کہ کوئی ان کی تعریف کرتا ہے یا نہیں کرتا۔ لیکن انہوں نے کہا کہ مَیں اس اصول کو تسلیم ہی نہیں کر سکتا، قوم پھٹ جائے گی۔ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے گا ملّی تعریف کی رُو سے وہ مسلمان کہلائے گا۔ مَیں ایک سیاستدان ہوں۔ مجھے مذہبی تعریف کی باریکیوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے، نہ میرا کام ہے۔ اللہ جس کو چاہے مسلم قرار دے اور جس کو چاہے غیر مسلم قرار دے۔ مگر میرے نزدیک ملّت کے لئے مسلمان کی ایک ہی تعریف قابل قبول ہو سکتی ہے۔ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے گا وہ مسلمان ہے، جو نہیں کہتا وہ نہیں ہے، چھٹی کرے۔ ہر شخص آزاد ہے جو چاہے کرے۔ اتنی سی بات پر وہ اڑ گئے۔ انہوں نے کہا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ مَیں اس پر کوئی سودا کروں۔ مولویوں نے لالچیں دیں۔ طرح طرح کی دھمکیاں دیں۔ یہ کہا کہ ساری قوم آپ کے قدموں میں لاڈالیں گے، آپ کے خادم بن جائیں گے، آپ کے گُن گائیں گے، قیامت تک آپ کا جھنڈا بلند رکھیں گے۔ لیکن قائداعظم نے ایک ذرّہ بھی ان لوگوں کی طرف توجہ نہیں کی، ثابت قدم رہے اور دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کا اُن کے ساتھ کیسا شان کا سلوک تھا کہ ان سب مولویوں کے پاؤں تلے سے زمین نکال دی۔ سارے مولوی جھوٹے کر دیئے۔ جب یوم حساب آیا ہے تو ان کے پیچھے چلنے والا کوئی بھی باقی نہیں رہا۔ ساری قوم قائداعظم کے پیچھے چل پڑی۔ اب بھی پاکستان کے مسائل کا دراصل یہی حل ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 20/نومبر 1992ء)

11/دسمبر 1992ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

۞ ''جب خدا کے گھر کا تقدس لوٹنے والوں سے ایک جگہ تم محبت اور پیار کا سلوک کرتے ہو، ان کو اپنی تائید مہیا کرتے ہو، ان کی پشت پناہی کرتے ہو تو کل جب تمہارے ساتھ یہ ہوگا تو کس طرح خدا سے توقع رکھتے ہو کہ خدا کی تقدیر تمہاری پشت پر آ کر کھڑی ہوگی۔

یہ تقدیریں وہی ہیں جو ہمیشہ سے اسی طرح چلی آ رہی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار متنبہ کیا کہ دیکھو تم جو حرکتیں کر رہے ہو یہ ضائع نہیں جائیں گی۔ خدا کی تقدیر ضرور تمہیں پکڑے گی۔ ؎

قرض ہے واپس ملے گا تم کو یہ سارا ادھار

تم اپنی مستقبل کی تقدیر بنا رہے ہو

حقیقت یہ ہے کہ آج کا خائن عالم ہے جو کل کے مسلمانوں کی بربادی کا ذمہ دار ہے اور کل کا خائن عالم تھا جو آج کے مسلمانوں کی بربادی کا ذمہ دار ہے۔ اس خائن کو پکڑو، اس سے حساب لو۔ اگر تم اس خائن سے حساب لو گے تو خدا تعالیٰ کی تقدیر تمہاری تائید میں اٹھ کھڑی ہوگی اور تمہارے مخالفوں سے حساب لیا جائے گا۔ ورنہ تم تو خود حساب دینے کے مقام پر آ کھڑے ہو گئے ہو۔ ایک واقعہ نہیں، دو واقعہ نہیں، بار بار مساجد کی بے حرمتی کی گئی، ان کو ظلموں کا نشانہ بنایا گیا۔ عبادت کرنے والوں کو رستوں میں گھسیٹا گیا، ان کو مارا گیا، ان کو اس بات کی سزا دی گئی کہ کیوں تم خدا کی عبادت کر رہے تھے۔ اور اب جب یہ سب کچھ ہو رہا ہے تو اچانک غیرت دینی اٹھ کھڑی ہوئی ہے۔ ... پاکستان میں ایک انگلی نہیں اٹھی جس نے اتنی مسجدوں کی شہادت کے وقت ان ظالموں اور بدکرداروں کو روکنے کی کوشش کی ہو۔ لیکن بنگلہ دیش میں ایک شرافت ضرور ہے کہ بنگلہ دیش کے اخباروں اور دانشوروں اور سیاستدانوں نے ان واقعات کی مذمّت ضرور کی ہے۔ آگے بڑھ کر روکنے کی توفیق نہیں تھی تو مذمّت ضرور کر دی۔ گویا ایمان کے ادنیٰ تقاضے تو ضرور پورے کر دیئے ... اگر تم باز نہیں آؤ گے، اپنی اصلاح نہیں کرو گے اور خدا کے تعلق کی بنا پر اپنی سوچ کی، اپنی قدروں کی اصلاح نہیں کرو گے، اگر اپنے قبلے درست نہیں کرو گے تو اسی طرح بھٹکتے رہو گے۔ اسی طرح ظلم کا شکار رہو گے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 11/ دسمبر 1992ء)

1993ء کا انتباہ

8/جنوری 1993ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

۞ ''سیاستدانوں کو سمجھانے کی ضرورت ہے کہ تم عقل اور شعور سے کام لو۔ قوم کے دُور کے مفادات کی بات سوچو ورنہ تم لوگ سارے پیسے جاؤ گے، تمہاری داستانیں مٹ جائیں گی۔ یہ وہ دور ہے جب کہ تیسری دنیا کے سیاستدان کو باشعور ہو کر عالمی مسائل کو سمجھتے ہوئے ان کے حوالے سے اپنی سیاست کو درست خطوط پر چلانا ہوگا۔ ... ہر شخص کا یہ حق ہے کہ وہ اس بات کا پیغام دوسرے کو پہنچائے جس کو وہ سچائی سمجھتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں اگر فساد برپا ہوتا ہے تو فساد برپا کرنے والے اس کے ذمہ دار ہیں۔ خدا اور خدا کے نبی اس کے ذمہ دار نہیں۔ پس اگر اس اصول کو سمجھ کر دنیا میں انصاف قائم کرنا ہے اور مذہبی آزادی کا حق دینا ہے تو تمام مذہبی فساد دنیا سے مٹ سکتے ہیں کیونکہ اس صورت میں اگر ایک کروڑ آدمی بھی ایک معصوم آدمی کے درپے ہوں گے تو ارباب حکومت جب تک اس حکومت پر فائز ہیں وہ ایک کروڑ کی مخالفت کریں گے اور اس ایک کے حق میں بولیں گے۔ کیونکہ جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون طائف میں بہایا جا رہا تھا تو تمام دنیا کے اربوں

انسان بھی اگر اس وقت آپؐ کے مخالف ہوتے تو خدا اور اس کے فرشتے ایک محمدؐ کی تائید میں کھڑے ہو جاتے اور ان کروڑوں کو جھوٹا قرار دیتے اور ہلاک ہونے کے لائق قرار دیتے۔ یہ انصاف کا قانون ہے جو مذہب کی دنیا میں لازمًا لاگو کرنا ہوگا۔ اس کے بغیر مذہبی دنیا میں امن قائم ہو ہی نہیں سکتا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 8/جنوری 1993ء)

1994ء کا انتباہ

14/مارچ 1994ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

❁ "مَیں تمہیں خدا کے غضب سے ڈراتا ہوں اور خدا کی قسم مَیں تمہیں خدا کے غضب سے پھر ڈراتا ہوں۔ اگر تم خدا کے سامنے ایسے باغیانہ رویّے سے باز نہیں آئے تو وہ ضرور تم سے نپٹے گا۔ اور ہماری ہمدردی کی دعائیں بھی تمہارے کسی کام نہیں آئیں گی۔ مگر مَیں جماعت کو تلقین کرتا ہوں کہ ان لوگوں کی بقا کی خاطر ان لوگوں کو عذاب سے اور عذاب الیم سے بچانے کے لئے دعائیں ضرور کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے اور ہوش دے اور ظالمانہ رویّے تبدیل کئے جائیں۔ آراء میں تبدیلیاں پیدا ہوں اور جو ظلم مسلّط ہے وہ ظلم اللہ تعالیٰ کاٹ کر الگ پھینک دے۔ اب تو یہی چل رہا ہے کہ بظاہر مُلّاں کا نام لیا جاتا ہے۔ مگر ہمیشہ سیاست ہے جو احمدی خون اور احمدی عزت کو مُلّاں کے ہاتھوں میں فروخت کرتی ہے۔ مَیں نے ہمیشہ دیکھا ہے جب بھی ایسی خبر آتی ہے کوئی کہ دیکھو آٹھویں ترمیم کو مٹانے کا فیصلہ کر لیا گیا اور پوری کی پوری جائے گی تو مجھے فورًا سمجھ آجاتی ہے کہ بڑا خطرہ درپیش ہے۔ بعض احمدی بھولے پن میں مجھے لکھتے ہیں کہ الحمدللہ وہ وقت آگیا کہ جب جماعت کے اوپر لٹکی ہوئی آٹھویں ترمیم کی تلوار جو ہے وہ کاٹ کر الگ پھینک دی جائے گی۔ مَیں ان کو سمجھاتا ہوں بھولے بچو! خدا کا خوف کرو یہ سودا کیا جا رہا ہے مارکیٹ میں۔ اعلان کیا جا رہا ہے، مُلّاں کو مخاطب کر کے بتایا جا رہا ہے۔ یہ ایک چیز ہمارے ہاتھ میں ہے اگر تم باز نہ آئے اور ہم سے تعاون نہ کیا تو پھر ہم یہ بھی کر سکتے ہیں۔ یہ جو وہ اعلان کرتے ہیں اس کی مثال تو سوداؔ کے اس فقرے کی یاد دلاتی ہے کہ "لانا بے غنچے میرا قلمدان"۔

تو یہ سیاستدان قلمدان مانگتے ہیں۔ اگر تم نے ہم سے تعاون نہ کیا تو ہمارے ہاتھ میں قلم ہے اور نوشتۂ تقدیر ہمارے ہاتھ میں آج تھمایا گیا ہے۔ ہم نے اس قلم سے اگر تمہاری امیدوں پر سیاہی پھیر دی تو پھر نہ کہنا ہمیں خبردار نہیں کیا تھا۔ چنانچہ ہمیشہ بلا استثناء اس "لانا بے غنچے میرا قلمدان" کی آواز سن کر مولوی دوڑا چلا جاتا ہے ان کی چوکھٹوں پر سجدے کرتا ہے۔ کہتا ہے جو مرضی کر لو ہم حاضر ہیں تعاون کریں گے۔ حکومتیں الٹانے میں تمہارے ساتھ ہوں گے لیکن احمدیوں کے متعلق یہ جو تحریر لکھی گئی ہے اس کو منسوخ نہ کریں۔ ایک تو یہ قلم ہے جس کی بات کرتے ہیں۔ ایک صاحب لوح و قلم بھی تو ہے جس کے ہاتھ میں لوح بھی ہے اور قلم بھی ہے، جس کی لکھی ہوئی تقدیر کو کوئی کاٹ نہیں سکتا اور کوئی باطل نہیں کر سکتا۔ مَیں اس خدائے لوح و قلم سے تمہیں ڈراتا ہوں۔ خدا کی قسم اگر تم نے اپنے قلم کا غلط استعمال بند نہ کیا تو خدا کا قلم تمہاری قوموں پر تمہاری ذات پر تنسیخ کا نقش پھیر دے گا۔ تم تاریخ کا حصہ بن جاؤ گے اور دردناک حصہ بن جاؤ گے، عبرتناک وجود بن جاؤ گے۔"

(خطبہ عیدالفطر 14/مارچ 1994ء)

(باقی آئندہ۔ جاری ہے)

کمال یہ ہے

مکرم مبارک احمد صدیقی صاحب، لندن

خزاں کی رُت میں گلاب لہجہ بنا کے رکھنا کمال یہ ہے
ہوا کی زد پہ دیا جلانا، جلا کے رکھنا کمال یہ ہے

ذرا سی لغزش پہ توڑ دیتے ہیں سب تعلق زمانے والے
سو ایسے ویسوں سے بھی تعلق بنا کے رکھنا کمال یہ ہے

کسی کو دینا یہ مشورہ کہ وہ دکھ بچھڑنے کا بھول جائے
اور ایسے لمحے میں اپنے آنسو چھپا کے رکھنا کمال یہ ہے

خیال اپنا، مزاج اپنا، پسند اپنی، کمال کیا ہے؟
جو یار چاہے وہ حال اپنا بنا کے رکھنا کمال یہ ہے

کسی کی راہ سے خدا کی خاطر، اٹھا کے کانٹے، ہٹا کے پتھر
پھر اس کے آگے نگاہ اپنی جھکا کے رکھنا کمال یہ ہے

وہ جس کو دیکھے تو دکھ کا لشکر بھی لڑکھڑائے، شکست کھائے
لبوں پہ اپنے وہ مسکراہٹ سجا کے رکھنا کمال یہ ہے

ہزار طاقت ہو، سو دلیلیں ہوں پھر بھی لہجے میں عاجزی سے
ادب کی لذّت، دعا کی خوشبو بسا کے رکھنا کمال یہ ہے

ایک مومن کے لئے نیا سال کب مبارک ہوتا ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک ارشاد

اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے ہر احمدی کے لئے یہ سال اور آئندہ آنے والا ہر سال مبارک فرماتا چلا جائے۔ ...

لیکن ایک مومن کے لئے سال اور دن اس صورت میں مبارک ہوتے ہیں جب وہ اس کی توبہ کی قبولیت کا باعث بن رہے ہوں اور اس کی روحانی ترقی کا باعث بن رہے ہوں، اس کی مغفرت کا باعث بن رہے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ایک جگہ فرمایا ہے کہ اصل عید اور خوشی کا دن اور مبارک دن وہ ہوتا ہے جو انسان کی توبہ کا دن ہوتا ہے۔ اس کی مغفرت اور بخشش کا دن ہوتا ہے۔ جو انسان کو روحانی منازل کی طرف نشان دہی کروانے کا دن ہوتا ہے۔ جو دن ایک انسان کو روحانی ترقی کے راستوں کی طرف راہنمائی کرنے والا دن ہوتا ہے۔ جو دن حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دلانے والا دن ہوتا ہے۔ جو دن اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتوں اور استعدادوں کو بروئے کار لانے کی طرف توجہ دلانے کا دن ہوتا ہے۔ جو دن اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے لئے عملی کوششوں کا دن ہوتا ہے۔ ...

یہ سال بھی اور آئندہ آنے والا ہر سال بھی جماعت کے لئے، افراد جماعت کے ہر قسم کے دکھوں اور تکلیفوں سے محفوظ رکھتے ہوئے ہر قسم کی حسنہ لے کر آئے۔ آمین۔"

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل، لندن۔ 22 جنوری 2010ء)

امریکن عیسائی مشنری زویمر کی قادیان آمد

مکرم مولانا غلام مصباح بلوچ صاحب، پروفیسر جامعہ احمدیہ کینیڈا

سیموئل مارینس زویمر

(Samuel Marinus Zwemer, 1867-1952) امریکن مشنری اور سکالر تھے اور مسلمان ممالک میں عیسائیت کی تبلیغی کوششوں کے حوالہ سے مشہور ہیں، متعدد کتب لکھیں اور ایک رسالہ The Moslem World بھی شروع کیا۔1924ء میں پادری زویمر اپنے دو اور ساتھیوں Dr. Murray T. Titus (جو ان دنوں ضلع مراد آباد میں مشن انچارج تھے) اور Dr. David Reed Gordon (جو گورداسپور میں مشنری ڈاکٹر تھے۔) کی معیت میں قادیان آئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی۔ روزنامہ اخبار الفضل قادیان میں ان کے اس دورہ کی روداد شائع ہوئی ہے۔اخبار ان کے دورہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

...انہوں نے قادیان آنے کی خواہش ظاہر کی جس پر انہیں بڑی خوشی سے خوش آمدید کہا گیا اور 28 مئی کو ایک معزز احمدی کو بٹالہ میں انہیں ریسو کرنے کے لئے بھیجا گیا۔لیکن جناب پادری صاحب موصوف گورداسپور سے بذریعہ موٹر مع پادری گارڈن صاحب انچارج ضلع گورداسپور اور پادری ٹائٹس صاحب انچارج ضلع مراد آباد قادیان تشریف لے آئے۔ جناب مفتی محمد صادق صاحب نے انہیں مختلف دفاتر اور صیغہ جات دکھائے، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے نظیر کتب دکھائیں۔نماز عصر کے بعد جناب پادری صاحب موصوف نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کرنے کی درخواست کی اس پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کی بیٹھک میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند اصحاب کی موجودگی میں انہیں شرف ملاقات بخشا۔ چونکہ اسی وقت جناب پادری صاحب واپس گورداسپور چلے جانا چاہتے تھے اور وقت بہت تنگ تھا اس لئے چند منٹ ہی گفتگو ہوئی جو عربی میں تھی۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی آمد پر خوشی کا اظہار فرمایا اور مزاج پرسی کی، پادری صاحبان نے شکریہ ادا کیا۔اس کے بعد جناب پادری زویمر صاحب نے کچھ دریافت کرنے کی اجازت چاہی اور پھر حسب ذیل گفتگو ہوئی:

پادری زویمر صاحب: کیا آپ مہربانی فرما کر بتائیں گے کہ حضرت مسیح کی روح اب کہاں ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح: حضرت مسیح کی روح اس وقت اسی طرح قبر میں ہے جس طرح کہ باقی انسانی روحیں قبروں میں ہیں۔

پادری زویمر صاحب: کیا آپ قرآن شریف اور احادیث کو ایک ہی رتبہ دیتے ہیں؟

حضرت خلیفۃ المسیح: قرآن شریف کو ہم غلطی سے مبرا مانتے ہیں اور حدیث پر بھی ہمارا ایمان ہے لیکن حدیث کو ہم وہ رتبہ نہیں دیتے جو قرآن شریف کو دیتے ہیں کیونکہ حدیث میں غلطی کا احتمال ہے۔

پادری زویمر صاحب: آپ کی جماعت میں اور لاہوری پارٹی میں کیا فرق ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ: وہ لوگ بھی حضرت صاحب کو مجدد اور مسیح تو مانتے ہیں لیکن نبی نہیں مانتے، ہم نبی مانتے ہیں۔

یہ سن کر پادری صاحب موصوف نے تعجب سے کہا کہ جب پہلا مسیح نبی تھا تو یہ مسیح کیوں نبی نہ تھا!

پادری زویمر صاحب: یہ جو کہا جاتا ہے کہ مرزا صاحب مسیح تھے،اس کا کیا مطلب ہے۔کیا حضرت مسیح کی روح مرزا صاحب میں آ گئی تھی لیکن آپ لوگ تناسخ کے تو قائل نہیں، پھر مرزا صاحب مثیل مسیح کس طرح تھے؟

حضرت خلیفۃ المسیح: ہم یہ نہیں مانتے کہ حضرت مرزا صاحب میں حضرت مسیح کی روح آ گئی بلکہ ہم یہ یقین کرتے ہیں کہ آپ روحانیت میں ترقی کرتے کرتے حضرت مسیح کے مقام تک پہنچ گئے اور ان جیسی طاقتیں اور قوتیں آپ کو عطا کی گئیں۔

پادری زویمر صاحب: دنیا نہایت وسیع ہے اور اس میں بے شمار لوگ بستے ہیں ان کی ہدایت کے لئے خدا نے قادیان جیسے چھوٹے گاؤں میں مسیح کو کیوں پیدا کیا اور کسی جگہ کیوں پیدا نہ کیا؟

حضرت خلیفۃ المسیح: یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ پہلے مسیح کے لئے ناصرہ کو انتخاب کیا گیا۔

پادری زویمر صاحب: ناصرہ کا ذکر تو پہلی کتابوں میں موجود تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح: قادیان کا ذکر بھی پہلی کتابوں میں موجود ہے جیسا کہ آتا ہے **یخرج المہدی من قریۃ یقال لھا کدعۃ**۔

اس قدر گفتگو کے بعد جناب پادری صاحب موصوف نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے حضور کا فوٹو لینے کی خواہش ظاہر کی اور کہا کہ میں اسے بطور یادگار اپنے پاس رکھوں گا اور امریکہ میں جا کر دکھاؤں گا کہ میں بھی قادیان سے ہو آیا ہوں۔ حضور نے اس کے متعلق ابھی کچھ ارشاد نہ فرمایا تھا کہ جناب پادری صاحب نے کہا اگر کچھ مضائقہ ہو تو نہ سہی۔حضور نے فرمایا نہیں، کوئی ہرج نہیں۔اس پر جناب پادری صاحب نے صحن میں کرسی پر حضرت خلیفۃ المسیح کو بٹھایا اور ایک طرف آپ اور دوسری طرف جناب مفتی محمد صادق صاحب کو کھڑا کیا لیکن کیمرہ چھوٹا ہونے کی

وجہ سے جناب مفتی صاحب اور جناب پادری صاحب کو بیٹھنا پڑا اور اس طرح پادری ٹائٹس صاحب نے فوٹو لیا۔

جناب پادری صاحب کو سلسلہ کا بہت سا لٹریچر دیا گیا جس کی آپ قیمت دینے لگے لیکن کہا گیا کہ یہ آپ کے لئے ہدیہ اور تحفہ ہے، انہوں نے کہا میں بھی اپنی کتب ارسال کروں گا۔ اس کے بعد نہایت ادب اور تہذیب سے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ سے مصافحہ کر کے رخصت ہو گئے۔"

(روزنامہ الفضل قادیان۔3 جون 1924ء، صفحہ 1,2)

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنے بعض دروس وغیرہ میں بھی ان کی اس ملاقات کا ذکر فرمایا ہے۔ اپنے اس دورہ قادیان کے بارہ میں پادری زویمر صاحب لکھتے ہیں:

"From Lahore, we went to Gurdaspur and on to Qadian, the birthplace of "The Promised Messiah of the Punjab", and of the Ahmadiya Movement... Our reception was most cordial. In fact, they had sent to meet us at another railway station and invited us to spend days instead of hours.... They gave us of their best and we saw all there was to see.

Not only is the "Review of Religions" published here, but three other magazines; and correspondence is carried on with London, Paris, Berlin, Chicago, Singapore, and all the Near East; pigeon-holes filled with possibilities; shelves crowded with encyclopedias, dictionaries, and anti-Christian philosophies; an armory to prove the impossible; a credulous faith that almost removes mountains,"

(Across the World of Islam by S. M. Zwemer, page 316-317 Fleming H. & Revell Company ,New York, 1929)

ترجمہ: لاہور سے ہم گورداسپور اور آگے قادیان گئے جو کہ پنجاب کے "مسیح موعود" اور احمدیہ جماعت کی جنم بھومی تھی۔ ہمارا استقبال نہایت والہانہ تھا، اصل میں انہوں نے ایک اور سٹیشن پر ہمارے لئے بندہ بھیجا تھا اور ہمیں دعوت دی تھی کہ ہم (قادیان) میں گھنٹوں کی بجائے دن گزاریں۔ انہوں نے ہمیں اپنی بہترین میزبانی پیش کی اور ہم نے وہ سب کچھ وہاں دیکھا جو دیکھنے کے لئے تھا۔

نہ صرف یہ کہ "ریویو آف ریلیجنز" یہاں سے شائع ہوتا ہے بلکہ تین اور رسالے بھی۔ لندن، پیرس، برلن، شکاگو، سنگاپور اور تمام مشرق قریب کے ساتھ خط وکتابت کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ چھوٹے چھوٹے دفاتر ہر قسم کے دستیاب ہونے والے سامان، مختلف قسم کی انسائیکلوپیڈیا، ڈکشنریوں اور عیسائیت کے خلاف لٹریچر سے بھرے پڑے ہیں۔ یہ ایک اسلحہ خانہ ہے جو ناممکن کو ممکن بنانے کے لئے تیار کیا گیا ہے اور زبردست عقیدہ ہے جو پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہلا دیتا ہے۔

زویمر کی حضور کے ساتھ تصویر بھی ساتھ ارسال ہے۔
حضور کے دائیں طرف حضرت مفتی محمد صادق صاحب اور بائیں طرف زویمر بیٹھے ہیں۔

زندگی اس کے نام کر بیٹھے

مکرم مبارک احمد ظفرؔ صاحب، لندن

اُس کو مانا سلام کر بیٹھے
اُس کو اپنا امام کر بیٹھے

اپنی منزل کو مارنے کے لئے
راہ کا انتظام کر بیٹھے

بادشاہوں سے ہے وہ افضل جو
خود اُس کا غلام کر بیٹھے

جو غلامِ غلامِ احمدؐ ہو
آگ خود پر حرام کر بیٹھے

زندگی مل گئی ہے جب سے ہم
زندگی اُس کے نام کر بیٹھے

اپنی نسلوں کی عافیت کے لئے
جو ضروری تھا کام کر بیٹھے

دان لے کر ہی اُس سے جائیں گے
اس کے در پر قیام کر بیٹھے

ہاں محبت ہے تم سے بے حد ہے!
بات ہم دل کی عام کر بیٹھے

کیا دکھائیں گے جا کے منہ اپنا
باتوں باتوں میں شام کر بیٹھے

کوئی خوش ہے ظفرؔ کوئی نالاں
تم یہ کیسا کلام کر بیٹھے

احمدیہ گزٹ کینیڈا میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

اشتہارات کے لئے درج ذیل فون نمبر پر رابطہ کریں۔

مبشر احمد خالد

فون نمبر: 647-988 3494

ای میل: manager@ahmadiyyagazette.ca

قسط دوم

احمدیوں سے پاکستان کی شان

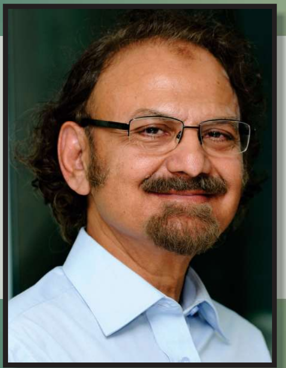

مکرم جمیل احمد بٹ صاحب

۶۔ دفاعِ پاکستان میں بے مثال کردار :

پاکستان کو ۱۹۴۸ء میں کشمیر میں محاذ آرائی کے علاوہ دو بار جنگوں سے گزرنا پڑا۔ ان تینوں مواقع پر احمدیوں نے مثالی کارکردگی دکھائی۔

۱۹۴۸ء میں کشمیر کا محاذ :

اس موقع پر جماعت نے حکومتِ پاکستان کی خواہش پر کشمیر محاذ پر جون ۱۹۴۸ء میں ایک رضا کار بٹالین بھجوائی۔ تین ہزار سے زائد مجاہدین کی اس فرقان بٹالین کی کمان پہلے کرنل حیات قیصرانی صاحب اور پھر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کے ہاتھ رہی۔ اس بٹالین کے ذمہ وادی سعد آباد کی حفاظت تھی۔ جو اس نے بڑی کامیابی سے دو سال تک ادا کی۔ اس اعلیٰ کارکردگی کے دوران نو مجاہدین نے جامِ شہادت نوش کیا۔ جب کہ پانچ مجاہد حوادث کا شکار ہو کر عمر بھر کے لئے معذور ہو گئے۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تاریخ احمدیت از مولانا دوست محمد شاہد، جلد ۵، صفحہ ۶۹۹۔ ۷۰۴، نیا ایڈیشن)

کام ختم ہونے کے بعد سبکدوشی پر پاکستانی فوج کے کمانڈر انچیف نے اپنے پیغام مؤرخہ ۱۷ جون ۱۹۵۰ء میں لکھا :

'دشمن نے ہوا پر سے اور زمین پر سے آپ پر شدید حملے کئے لیکن آپ نے ثابت قدمی اور اولوالعزمی سے اس کا مقابلہ کیا اور ایک انچ زمین بھی اپنے قبضہ سے نہ جانے دی۔ آپ کے انفرادی اور مجموعی اخلاق کا معیار بہت بلند تھا اور تنظیم کا جذبہ بھی انتہائی قابل تعریف۔'

(تاریخ احمدیت از مولانا دوست محمد شاہد، جلد ۵، صفحہ ۷۰۶، نیا ایڈیشن)

۱۹۶۵ء کی جنگ :

اس حملہ میں چار محاذوں پر جنگ ہوئی جن میں لاہور کے علاوہ دیگر تینوں محاذوں پر کمان احمدی افسروں کے سپرد تھی جنہیں اعلیٰ ترین کارکردگی کی توفیق ملی۔

i۔ کشمیر میں فتح:

پہلا محاذ کشمیر تھا جہاں لیفٹنٹ جنرل اختر حسین ملک نے چھمب کو فتح کیا۔ یہ ایک بڑی فتح تھی۔ جس کے صلے میں آپ کو سب سے پہلے دوسرا سب سے بڑا اعزاز ہلالِ جرأت دیا گیا۔ آپ اکھنور بھی فتح کر سکتے تھے لیکن کمانڈ میں تبدیلی کے سبب یہ ممکن نہ ہو سکا۔ ان کی اس شجاعت اور دلیری کو بار بار دہرایا گیا ہے۔ ایسی چند تحریریں درج ذیل ہیں:

'میجر جنرل اختر حسین ملک نے ناکافی فوج اور مشکل حالات کے باوجود بھارتی فوج کا بری طرح قلع قمع کر دیا۔ ... میجر جنرل اختر حسین کی ذہانت، اعلیٰ منصوبہ بندی، پرعزم اور ولولہ انگیز قیادت نے اس علاقہ میں بھارتی فوج کو عبرت ناک شکست سے دوچار کیا۔ صدر مملکت نے میجر جنرل اختر حسین کو ان کے عظیم کارنامے پر ہلالِ جرأت کا اعزاز دیا'۔

(روزنامہ امروز لاہور ۲۵ ستمبر ۱۹۶۵ء بحوالہ تعمیر و ترقی ' پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار از پروفیسر محمد نصر اللہ راجا، صفحہ ۴۷۳)

'جس ہنرمندی سے اختر ملک نے چھمب پر اٹیک کیا اسے شاندار فتح کے علاوہ کوئی دوسرا نام نہیں دیا جا سکتا۔ وہ اس پوزیشن میں تھے کہ آگے بڑھ کر جوڑیاں پر قبضہ کر لیں کیونکہ چھمب کے بعد یہاں دشمن کے قدم اکھڑ چکے تھے'۔

(تحریر جنرل سرفراز خان ہلال جرأت مطبوعہ اخبار جنگ لاہور ۶ ستمبر ۱۹۸۴ء بحوالہ تعمیر و ترقی ' پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار از پروفیسر محمد نصر اللہ راجا، صفحہ ۴۶۷)

'فوجی دستہ کی کمان جنرل اختر حسین ملک کر رہے تھے۔ یہ حملہ اتنا اچانک کیا گیا کہ ہندوستانی افواج اپنے مورچے چھوڑ کر بھاگ نکلیں اور اکھنور پر قبضہ کے امکانات روشن ہو گئے تھے'۔

(تحریر میجر جنرل محمد شفیق مطبوعہ نوائے وقت سنڈے میگزین ۷ ستمبر ۲۰۰۳ء، صفحہ ۱۷ بحوالہ تعمیر و ترقی ' پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار از پروفیسر محمد نصر اللہ راجا، صفحہ ۴۷۰)

'چھمب جوڑیاں سیکٹر کی منصوبہ بندی جنرل اختر حسین ملک نے کی تھی۔ یہ اسی کامیاب منصوبہ بندی کا نتیجہ تھا کہ پاک فوج بڑی آسانی اور نہایت کامیابی کے ساتھ اکھنور کے اطراف میں پہنچ گئی۔ اور اس نے بھارت کی دو ڈویژن فوج کو گھیرے میں لے لیا۔ عین اس وقت جب پاک فوج اکھنور پر قبضہ کرنے کی تیاری میں مصروف تھی پاک فوج کی ہائی کمان نے جنرل اختر حسین ملک کو واپس بلا لیا اور ان کی جگہ یحییٰ خان کو سیکٹر کمانڈر بنا کر بھیج دیا۔ اس طرح اکھنور پر قبضہ کرنے کے منصوبے کو خاک میں ملا دیا گیا۔ بقول شاعر :

قسمت کی خوبی دیکھئے ٹوٹی کہاں کمند
دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا

جنرل اختر حسین ملک کو چھمب جوڑیاں سیکٹر سے صرف اس لئے ہٹایا گیا کہ آپ کا تعلق قادیانی جماعت سے تھا اور پاک فوج کے جنرل اتنی بڑی کامیابی کا کریڈٹ ایک قادیانی جرنیل کو نہیں دینا چاہتے تھے'۔

(آمریت کے سائے از ممتاز حسین ایڈوکیٹ، صفحہ ۸۸ بحوالہ تعمیر و ترقی ' پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار از پروفیسر محمد نصر اللہ راجا، صفحہ ۴۶۲)

ii۔ رن کچھ میں فتح:

دوسرا محاذ جس میں فتح ہوئی رن کچھ تھا۔ یہاں بریگیڈیئر افتخار جنجوعہ نے دشمن کے وسیع علاقے پر قبضہ کیا اور ہیرو آف رن کچھ کہلائے۔ اس شجاعت و جرأت کے اعتراف میں آپ بھی دوسرے سب سے بڑے اعزاز ہلالِ جرأت کے حق دار ٹھہرے۔

iii۔ چونڈہ کے محاذ پر کامیاب دفاع: بھارتی فوج کے حملہ کا ہدف جی ٹی روڈ کو کاٹنا اور سیالکوٹ پر قبضہ تھا۔ اس راستہ میں چونڈہ کے قریب پاک فوج نے اس کا راستہ روک لیا۔ اور یہاں کئی دنوں تک جنگِ عظیم کے بعد ٹینکوں کی سب سے بڑی لڑائی ہوئی۔ جنرل گل حسن نے لکھا :

'چونڈہ ہمارے دفاع کا بنیادی اور فیصلہ کن مقام تھا۔'

(یادداشتیں، صفحہ ۱۹ بحوالہ تعمیر و ترقی پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار از پروفیسر محمد نصر اللہ راجا صفحہ ۴۹۱)

ایک صحافی نے اس حقیقت کو یوں بیان کیا:

'سیالکوٹ بلکہ پاکستان کی سلامتی کا دارومدار اس جنگ کی ہار جیت پر تھا۔'

(بدر سے باٹا پور تک از عنایت اللہ، صفحہ ۱۹۴ بحوالہ تعمیر و ترقی پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار از پروفیسر محمد نصر اللہ راجا، صفحہ ۴۹۱)

اس اہم ترین محاذ پر ملک کے کامیاب دفاع کا فریضہ بریگیڈیئر عبدالعلی ملک نے انجام دیا۔ جیسا کہ لکھا ہے:

'عبدالعلی نے چونڈہ کے محاذ پر ٹینکوں کی عظیم جنگ میں پاکستانی فوج کی کمان کی اور ایسے کارنامے سرانجام دیئے کہ تاریخِ حرب کے ماہرین حیران و ششدر رہ گئے۔ اس وقت موصوف بریگیڈیئر تھے۔' (روزنامہ امروز لاہور۔ ۲۳ اگست ۱۹۶۹ء)

'سیالکوٹ چونڈہ سیکٹر پر بھارت نے پورے آرمرڈ ڈویژن سے حملہ کیا تھا اور اس حملے کو ایک قادیانی بریگیڈیئر نے صرف ایک ٹینک رجمنٹ اور دو انفنٹری پلٹنوں سے روکا تھا۔ اس بریگیڈیئر کو اس کے ڈویژن کمانڈر نے حکم دیا کہ سیالکوٹ خالی کر دو۔ ہم پیچھے ہٹ کر لڑیں گے۔ اس قادیانی بریگیڈیئر نے یہ حکم ماننے سے انکار کر دیا اور حملہ روک لیا تھا اس بریگیڈیئر کا نام عبدالعلی ملک تھا۔'

(ماہنامہ حکایت۔ نومبر ۱۹۸۴ء، صفحہ ۱۱۴)

1971 کی واحد کامیابی:

اس جنگ میں واحد کامیابی دوبارہ چھمب کی فتح تھی۔ اس بار بھی یہ فتح ایک احمدی میجر جنرل افتخار جنجوعہ کے ہاتھوں ہوئی۔ چھمب کا نام ان کے نام پر افتخار آباد رکھا گیا اور انہیں دوسری بار ہلال جرأت کا اعزاز دیا گیا۔ جیسا کہ لکھا ہے:

'صدر نے میجر جنرل افتخار خان شہید کو چھمب کے محاذ پر حالیہ جنگ میں بے شمار جرأت و شجاعت کے ساتھ اپنے فرائض انجام دینے پر ہلال جرأت کا اعزاز دیا۔ اس سے پہلے بھی وہ نمایاں خدمت کے عوض ہلال جرأت، ستارۂ پاکستان اور ستارۂ قائداعظم حاصل کر چکے ہیں۔ چھمب کی لڑائی میں میجر جنرل افتخار نے دشمن کے مضبوط مورچوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے فوجیوں کے ہراول دستوں کی قیادت کی اور میدانِ جنگ میں اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے بے مثال عزم اور جرأت کا مظاہرہ کیا۔ چھمب کو فتح کر لیا۔ دس دسمبر ۱۹۷۱ء کو وہ ایک ہیلی کاپٹر میں اگلے مورچوں میں پرواز کر رہے تھے کہ ان کا طیارہ گر کر تباہ ہو گیا اور شہید ہو گئے۔'

(روزنامہ امروز لاہور، ۲۲ دسمبر ۱۹۷۱ء)

دونوں جنگوں میں دادِ شجاعت دے کر جان کا نذرانہ دینے والے چند اور افسر:

۱۔ میجر قاضی بشیر احمد شہید:

مردان کے رہنے والے جنگِ ۱۹۶۵ء کے شہید کے بارہ میں لکھا ہے:

'میجر مرحوم نے زندگی کے آخری تین دن اس طرح گزارے کہ کھانے پینے اور آرام کرنے کی مہلت بھی ان کو نہ ملی۔ وہ مسلسل لڑتے رہے۔ جب ان کی لاش محاذ سے گاڑی پر لائی گئی تو سپاہی اور افسر دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔'

(حق کے پرستار از نسیم کاشمیری، صفحہ ۲۹۶)

۲۔ میجر منیر احمد شہید:

لاہور کے محاذ پر جان کا نذرانہ پیش کیا۔

۳۔ اسکوارڈن لیڈر خلیفہ منیر الدین شہید:

جنگِ ۶۵ء میں امرتسر کے راڈار اسٹیشن کو تباہ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ اور ستارۂ جرأت کا اعزاز پایا۔ ان کے بارہ میں ناقابل تقلید ہوا باز، کے زیر عنوان لکھا گیا:

۳۶ سالہ منیر بڑا ذہین اور نڈر ہوا باز تھا۔ ہماری ایئر فورس میں وہ بڑی مقبول اور ہر دلعزیز شخصیت کا مالک تھا۔ اس کے جوہر فضائے آسمان پر کھلتے تھے۔

(ہمارے غازی اور ہمارے شہید از آغا اشرف، صفحہ ۱۷۶۔۱۷۷)

۴۔ لیفٹنٹ ممتاز انور شہید:

۱۹۷۱ء کی جنگ میں شہید ہوئے۔ لکھا ہے:

'آپ خیبر جہاز پر بطور چیف انجینئر خدمت انجام دے رہے تھے کہ جہاز دشمن کے میزائلوں کا نشانہ بن گیا۔ انجن روم میں آگ لگنے کی وجہ سے خالی کرنے کا حکم دیا لیکن آپ آخری دم تک اپنے فرائض انجام دیتے رہے اور ادائیگیٔ فرض میں اپنی جان قربان کر دی۔ اس بے مثل بہادری اور شجاعت کے نتیجہ میں آپ کو ستارۂ جرأت کے اعزاز سے نوازا گیا۔'

(روزنامہ امروز، ۲۳ دسمبر ۱۹۷۱ء)

احمدی افسروں کے حاصل کردہ منفرد اعزاز:

ان جنگوں نے احمدی افسروں کے حاصل کردہ درج ذیل اعزاز آج تک تو بے مثل ہیں ہی لیکن شائد تاریخ انہیں کبھی بھی دہرا نہ سکے گی:

۱۔ جنرل رینک کے میدانِ جنگ میں شہید ہونے والے واحد افسر میجر جنرل افتخار جنجوعہ (۱۹۷۱ء کی جنگ میں)

۲۔ دو بار سب سے بڑا فوجی اعزاز ہلال جرأت پانے والے۔ ۱۹۶۵ء میں بریگیڈیئر اور ۱۹۷۱ء میں میجر جنرل افتخار جنجوعہ

۳۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں سب سے پہلے دوسرا بڑا فوجی اعزاز ہلال جرأت پانے والے لیفٹننٹ جنرل اختر حسین ملک۔

۴۔ کشمیر محاذ پر دونوں بار چھمب فتح کرنے والے۔ 1965ء میں لیفٹنٹ جنرل اختر حسین ملک اور ۱۹۷۱ء میں میجر جنرل افتخار جنجوعہ۔

۵۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں دشمن کی وسیع علاقے پر پاکستانی پرچم لہرا کر ہیرو آف رن کچھ کہلانے والے بریگیڈیئر افتخار جنجوعہ۔

۶۔ دوسری جنگِ عظیم کے بعد ٹینکوں کی سب سے بڑی جنگ لڑ کر ملک کا کامیاب دفاع کرنے والے بریگیڈیئر عبدالعلی ملک۔ ہلالِ جرأت (1965ء کی جنگ میں)

۷۔ جنرل رینک کے میدانِ جنگ میں زخمی ہونے والے واحد افسر میجر جنرل ناصر احمد (۱۹۷۱ء جنگ میں)

۸۔ اگلے مورچوں پر لڑتے ہوئے جنگی قیدی ہونے والے اپنے رینک کے واحد افسر۔ لیفٹنٹ کرنل بشارت احمد۔ تمغۂ امتیاز (۱۹۷۱ء کی جنگ میں)۔

۷۔ احمدیوں کی نئے شہر کی تعمیر کی حیرت انگیز مثال:

۳۱ اگست ۱۹۴۷ء کو قادیان سے ہجرت کے محض ایک ہفتہ بعد ہی ۷ ستمبر کو جماعت کے اولوالعزم خلیفہ نے یہ حیرت انگیز قدم اٹھایا کہ پاکستان میں ایک مرکز کے کام کے لئے ایک ذمہ دار مقرر کر دیا۔ اور صرف ایک سال بعد ۲۰ ستمبر ۱۹۴۸ء کو جماعت کے نئے مرکز ربوہ کا افتتاح فرما دیا۔ ۷ نومبر ۱۹۴۸ء کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ربوہ میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ شرکاء میں سے ایک نے اپنے اخبار میں لکھا:

'ایک مہاجر کی حیثیت سے ربوہ ہمارے لئے ایک سبق ہے۔ ساٹھ لاکھ مہاجر پاکستان آئے لیکن اس طرح کہ وہاں سے بھی اجڑے اور یہاں بھی کس مپرسی نے انہیں منتشر رکھا۔ ... لیکن ان (احمدیوں) کی تنظیم، ان کی اخوت اور دکھ سکھ میں ایک دوسرے کی حمایت نے ہماری آنکھوں کے سامنے ایک نیا قادیان آباد کرنے کی ابتداء کر دی ہے۔ ...

ربوہ حکومت اور عوام کے لئے ایک مثال ہے اور زبانِ حال سے کہہ رہا ہے کہ لمبے چوڑے دعوے کرنے والے منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں اور عملی کام کرنے والے کوئی دعوے کئے بغیر سب کچھ کر دکھاتے ہیں۔'

(روزنامہ سفینہ لاہور۔ ۱۴ نومبر ۱۹۴۸ء بحوالہ تاریخ احمدیت ازمولانا دوست محمد شاہد، جلد ۱۳، صفحہ ۶۱۔ نیا ایڈیشن)

ہزاروں سالوں سے غیر آباد یہ شورزدہ زمین اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلد جلد ایک آباد شہر بنتی گئی۔ جماعتی دفاتر، مساجد، اور بہشتی مقبرے کے ساتھ ساتھ یہاں اعلیٰ معیار کے لڑکوں، لڑکیوں کے الگ الگ اسکول، طلباء و طالبات کے لئے علیحدہ علیحدہ کالج، اور جامعہ احمدیہ جس میں بیرونی ممالک سے طلباء بھی آتے، قائم ہوئے۔ اسکول، کالجوں نے امتحانی نتائج میں نمایاں کامیابیاں حاصل کیں۔ باسکٹ بال، کشتی اور کبڈی کے کھیلوں میں ربوہ نے نام کمایا۔ یہاں سے ایک روزنامہ، ایک انگریزی ماہنامہ اور چار پانچ اردو ماہنامے شائع ہوتے رہے۔ یہاں بڑے بڑے اجتماعات ہوتے رہے۔ غرضیکہ یہ ایک کمال شہر ہے جو تمام تر حیرت انگیز بلند نگاہی، اعلیٰ ترین منصوبہ بندی، انتہائی محنت، زبردست قربانیوں اور پایۂ قبولیت کو پہنچی ہوئی دعاؤں پر اللہ کے فضل کا نشان ہے۔

۸۔ احمدیوں کی بے مثال شجاعت کی منفرد مثالیں:

احمدی بہادر اور شجاع ہوتا ہے۔ یہ بات ہر احمدی کی عام زندگی سے ظاہر ہے۔ اسے ہمیشہ سے مخالفتوں، حق تلفیوں اور ظلم و زیادتیوں کا سامنا ہے۔ وہ ان سب کا سامنا کرتے ہوئے اپنے مقصد کے حصول کے لئے جدوجہد کرتا رہتا ہے۔ ان مشکلات کو وہ راہ کی دھول جان کر نظرانداز کر کے آگے بڑھتا ہے اور اپنی خداداد صلاحیتوں کو جماعت اور ملک وقوم کی خدمت کے لئے وقف رکھتا ہے۔ یہی بہادری وہ اجتماعی طور پر بھی دکھاتا ہے۔ انفرادی اور اجتماعی قربانیوں کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

i۔ باؤنڈری کمیشن کے غیر منصفانہ فیصلہ کے نتیجہ میں جب گورداسپور ضلع ہندوستان کو دے دیا گیا اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت کر کے پاکستان آ گئے۔ تو قادیان کی حفاظت ۳۱۳ رضاکار احمدیوں نے اپنے ذمہ لی۔ پورے مشرقی پنجاب میں یہ مسلمان آبادی کا ایک ایسا جزیرہ تھا جس کے اطراف مخالفت کا سمندر موجزن تھا۔ آفرین ہے ان بہادروں پر جنہوں نے جان ہتھیلی پر رکھ کر مقاماتِ مقدسہ کی حفاظت کی۔

اورینٹ پریس انٹرنیشنل کی ۹ اپریل ۱۹۴۸ء کی پشاور سے جاری کردہ درج ذیل خبر کا پسِ منظر یہی بہادری ہے:

'امام جماعت احمدیہ سے لنڈی کوتل کے شنواری اور آفریدی سرداروں کے ایک وفد نے ملاقات کی۔ آپ نے ان پٹھان سرداروں سے پوچھا کہ وہ ملاقات کرنے کی کیوں خواہش رکھتے تھے؟ انہوں نے جواب میں کہا: قادیان کے احمدیوں نے نہایت بہادری سے اپنے شہر کی حفاظت کی۔ ہم مسلمانوں کے اس بہادر فرقے کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی عقیدت کا اظہار کرنا چاہتے تھے۔'

(روزنامہ الفضل۔ ۱۰ اپریل ۱۹۴۸ء بحوالہ تاریخ احمدیت ازمولانا دوست محمد شاہد، جلد ۱۲، صفحہ ۳۱۳۔ نیا ایڈیشن)

ii۔ جنگوں میں وطن کا کامیاب دفاع اور فتوحات حاصل کرنے والے بہادر اور شیر دل احمدی شہداء اور غازیوں کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

iii۔ وطن کی حفاظت میں جان دینے والے ایک اور شہید

'سوات کے علاقہ چہار منگ کے لئے جان قربان کرنے والے میجر افضال کو ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں مکمل فوجی اعزازات کے ساتھ ربوہ قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ میجر افضال کا تعلق قادیانیت سے تھا۔ ... میجر افضال کی شادی چار سال قبل ہوئی تھی۔ انہوں نے ایک بیٹا، بیٹی اور بیوہ پسماندگان چھوڑے ہیں۔'

(روزنامہ ایکسپریس۔ ۲۱ جون ۲۰۰۹ء بحوالہ تعمیر و ترقی پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار از پروفیسر محمد نصر اللہ راجا، صفحہ ۵۱۹)

iv۔ فرائض کی ادائیگی میں جان کی قربانی دینے والے چند احمدی:

۱۔ اے۔ ایس۔ آئی پولیس سعید احمد بٹ:

۱۳ جولائی ۱۹۹۵ء کو کراچی میں فرائض کی ادائیگی کے دوران اپنی جان کی قربانی دی۔ اس غیر معمولی جرأت، دلیری پر انہیں قائداعظم پولیس میڈل دیا گیا۔ گیارہ سال بعد ان کی وفات کے دن پر ایک اخبار نے ان کی تصویر شائع کر کے لکھا:

'وہ پولیس کے ایک فرض شناس اور ایماندار افسر تھے جنہوں نے اپنا آج دوسروں کے کل کے لئے قربان کر دیا تھا'

(روزنامہ خبریں کراچی، ۱۳ جولائی ۲۰۰۶ء)

۲۔ اے۔ ایس۔ آئی پولیس سفیر احمد بٹ:

'۲۵ ستمبر ۲۰۱۱ء کو کراچی میں گھات لگائے ہوئے نامعلوم دہشت گردوں کے ہاتھوں ۳۵ سال کی عمر میں شہید کئے گئے۔ پولیس ہیڈ کوارٹر میں نماز جنازہ کے موقع پر آئی جی سندھ نے سفیر احمد بٹ کی بہادری پر بھی تبصرہ کیا اور کہا کہ محکمہ پولیس کی جانب سے مقتول کے اہل خانہ کو ۲۰ لاکھ روپے دیئے جائیں گے۔'

(روزنامہ امت کراچی، ۲ ستمبر ۲۰۱۱ء)

v۔ ۲۰۱۰ء کے سانحہ میں شجاعت کی ایک نئی تاریخ رقم ہوئی جس کے روشن کردار وہ سب بہادر اور جی دار احمدی تھے جنہوں نے حق کے لئے موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیا۔ وہ سب بہادر احمدی مرد، خواتین اور بچے جنہوں نے اپنے بیٹوں، شوہروں، باپوں، اور بھائیوں کے اللہ کی راہ میں قربان ہو جانے پر کمال درجہ صبر کا نمونہ دکھایا اور وہ بہادر، جری اور حوصلہ مند احمدی جنہوں نے کلاشنکوف بردار خودکش جیکٹ پہنے ہوئے دہشت گردوں کو خالی ہاتھوں قابو کیا۔

vi۔ مردان کا درج ذیل واقعہ بھی اسی ذیل کا ہے:

۳ ستمبر ۲۰۱۰ء کو دو خودکش حملہ آوروں نے مردان کی ایک بیت میں جمعہ کی نماز کے لئے یکجا احمدیوں کو نشانہ بنانے کی کوشش کی۔ تاہم مستعد محافظین کی بروقت کاروائی سے وہ اپنے ارادوں میں ناکام رہے۔ فائرنگ کرتے ہوئے ایک دہشت گرد نے زخمی ہونے کے بعد خود کو اڑا لیا اور دوسرا راہِ فرار اختیار کر گیا۔ یکم جنوری ۲۰۰۷ء سے اس وقت تک ایسے ہونے والے ۲۳۴ واقعات میں اس سے پہلے ایک بھی ایسا واقعہ نہ ہوا تھا جس میں محافظین نے حملہ آوروں کو ناکام کیا ہو یا کوئی دہشت گرد ناکام ہو کر فرار ہونے پر مجبور ہوا ہو۔

یہ جی داری کی ایک نئی تاریخ رقم کرنا تھا۔

۹۔ احمدیوں کا بے مثال صبر و استقامت

انفرادی طور پر احمدیوں کو ستانے اور دکھ دینے کے واقعات عام ہیں جن پر احمدی عرصہ سے صبر کرتے چلے آئے ہیں۔ مختلف جگہوں پر محدود لوٹ مار، گھر بار جلانا اور خون ریزی کے واقعات بھی کم نہیں۔ جن پر ہمیشہ احمدیوں نے صبر کیا۔ دوبار ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء میں ملک گیر پیمانے پر احمدیوں کے خلاف ہنگامے، لوٹ مار اور قتل کا سلسلہ چلایا گیا۔ احمدی ان امتحانوں میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے صابر اور ثابت قدم رہے۔

۱۹۸۴ء میں مزید قانون سازی کر کے عدالتوں اور حکومتی طاقت کے ساتھ احمدیوں کے لئے قید و بند کی ایک نئی راہ تلاش کی گئی۔ سینکڑوں احمدیوں پر مقدمات درج ہوئے اور بہتوں کو پابند سلاسل ہونا پڑا اور خدا کا نام لینے کے جرم میں لمبی لمبی میعادوں کے سزاوار ہوئے۔

اس دوران ۲۰۱۰ء کا سانحۂ لاہور بھی ہوا جس میں دہشت گردوں کے ہاتھوں دو مساجد میں بے گناہ احمدیوں کا قتلِ عام ہوا۔ اور سینکڑوں احمدیوں کی جان لی گئی یا انہیں زخمی کیا گیا۔ مصائب کا یہ نہ ختم ہونے والا سلسلہ بھی احمدیوں کے صبر واستقامت کی چٹان کے سامنے بے بس رہا ہے۔ احمدی آج بھی اسی طرح اللہ کی رضا پر صابر وشاکر اور خوش وخرم ہیں۔ ان کے چہرے مسکراہٹوں سے سجے ہوئے ہیں۔ احمدیوں کا یہ مثالی صبر واستقلال کسی ثبوت کا محتاج نہیں اور ہمیشہ اہل نظر کو متاثر کرتا ہے۔ مثلاً ذیل کا واقعہ:

جنوری ۱۹۴۸ء میں استحکامِ پاکستان پر حضرت خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو لیکچرز سر شیخ عبدالقادر کی صدارت میں ہوئے۔ جن میں سے دوسرے لیکچر کے بعد اپنی تقریر میں انہوں نے کہا:

’ایک چیز کا میرے دل پر خاص اثر ہے باوجود اس کے کہ فاضل مقرر اور ان کی جماعت کو گزشتہ ہنگاموں میں خاص طور پر بہت نقصان اٹھانا پڑا لیکن آپ نے ان حوادث کی طرف اشارہ تک نہیں کیا۔‘

(روزنامہ الفضل۔ ۸ جنوری ۱۹۴۸ء بحوالہ تاریخ احمدیت از مولانا دوست محمد شاہد، جلد ۱۱، صفحہ ۲۱۰۔ مطبوعہ ۱۹۷۰ء)

سر عبدالقادر اس نقصان کی بات کر رہے تھے جو قیامِ پاکستان کے بعد مشرقی پنجاب میں خونی ہنگاموں اور قادیان سے ہجرت کی صورت میں ہوا اور جس پر ابھی چند ماہ ہی ہوئے تھے۔

۱۰۔ احمدیوں کی بے مثل امن پسندی اور پابندیٔ قانون:

اسلام کے اصولوں کے مطابق تربیت پانے کے سبب ہر احمدی مزاجاً امن پسند اور صلح جو ہوتا ہے۔ اپنے اوپر کی جانے والی زیادتیوں اور ناانصافیوں کو وہ حوالہ بخدا کرتا ہے اور خود نہ کسی کا بُرا چاہتا ہے نہ اس کی ذات سے کسی کو نقصان پہنچتا ہے۔ احمدیوں کے اس حسنِ کردار پر ان کی سوا سو سالہ تاریخ گواہ ہے۔

وہ شروع سے انفرادی مخالفانہ بدسلوکیوں کا نشانہ رہے ہیں۔ جب کہ اجتماعی طور پر بھی انہیں لوٹ مار اور قتل وغارت کا کئی بار نشانہ بنایا گیا۔ ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کے بڑے فسادات کے علاوہ ۱۹۸۴ کے قانون کی پشت پناہی کے ساتھ تین دہائیوں سے ان کی حق تلفیوں اور قربانیوں کا سلسلہ مسلسل جاری ہے۔ اس دوران ۲۰۱۰ء میں لاہور کا وہ خون آشام سانحہ بھی ہوا جس میں بیک وقت سو کے قریب احمدیوں کو خون میں نہلا دیا گیا۔ ان سب کے باوجود احمدی کمال صبر واستقامت سے پُرامن رہے ہیں۔ اور قانون کو ہاتھ میں لینے کا کسی نے سوچا بھی نہیں۔

نظم وضبط اور قانون پسندی کی انتہاء وہ واقعہ تھا جب نہتے احمدیوں نے ماڈل ٹاؤن کی مسجد میں مسلح دہشت گرد پر قابو پالیا اور کسی نے اسے کچھ نہ کہا بلکہ کمال فراست سے قانون کے محافظین کے حوالے کر دیا۔ یہ طرزِ عمل انوکھا ہے۔ کہ اس زمین کے باسی ان حالات میں جو ردِ عمل دکھاتے ہیں وہ عام مشاہدے کی بات ہے کہ اگر عام ڈاکو بھی بس میں آجائیں تو ان کا حشر نا قابل دید ہوتا ہے۔ ڈاکوؤں کو زندہ جلا دینے کے واقعات بھی ہو چکے ہیں۔

۱۱۔ پاکستان کی شناخت۔ تاریخِ پاکستان کے روشن احمدی ستارے:

چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ:

قائداعظم کے معتمد، باؤنڈری کمیشن میں مسلم لیگ کے نامور وکیل، اقوام متحدہ میں پاکستان کے پہلے وفد کے قائد، پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ بعرصہ سات سال، اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل نمائندے، جنرل اسمبلی کے صدر، عالمی عدالت انصاف کے جج اور عالمی عدالت انصاف کے صدر ہونے والے نادر وجود مسعود۔

آپؓ کی عظیم الشان شخصیت کے بارے میں چند آراء:

قائداعظم کا ارشاد:

’حقیقت یہ ہے کہ ہمارے یہاں قابل لوگوں خاص طور پر ان جیسی اعلیٰ صلاحیت کے اشخاص کی بہت کمی ہے اس لئے جب بھی ہمیں مختلف مسائل سے واسطہ پڑتا ہے تو ان کے حل کے لئے لامحالہ ہماری نظریں ان کی طرف اٹھتی ہیں۔‘

(تحریر قائد اعظم Quaid-i-Azam Mohammad Ali Jinnah Papers V Vol vi, Page 165, 1st Edition 2001 published by Govt of Pakistan بحوالہ تعمیر وترقی پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار از پروفیسر محمد نصر اللہ راجا، صفحہ ۲۳۳)

’جب قائداعظم نے یہ چاہا کہ آپ پنجاب باؤنڈری کمیشن کے سامنے مسلمانوں کے وکیل کی حیثیت سے پیش ہوں تو ظفر اللہ خان نے فوراً یہ خدمت سرانجام دینے کی حامی بھر لی ...اور اسے ایسی قابلیت سے سرانجام دیا کہ قائداعظم نے خوش ہو کر آپ کو یو این او میں پاکستانی وفد کا قائد مقرر کر دیا۔ جس طرح آپ نے ملت کی وکالت کا حق ادا کیا تھا اس سے آپ کا نام پاکستان کے قابلِ احترام خادموں میں شامل ہو چکا تھا۔ آپ نے ملک وملت کی شاندار خدمات سرانجام دیں تو قائداعظم انہیں حکومت پاکستان کے اس عہدہ پر فائز کرنے پر تیار ہو گئے جو بااعتبار منصب وزیر اعظم کے بعد سب سے اہم اور وقیع عہدہ شمار ہوتا تھا۔‘

(تحریر ایڈیٹر حمید نظامی۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۲۴ اگست ۱۹۴۸ء بحوالہ تاریخ احمدیت از مولانا دوست محمد شاہد، جلد ۹، صفحہ ۵۷۸۔۵۷۹۔ نیا ایڈیشن)

۱۹۷۳ء میں عالمی عدالت انصاف سے ریٹائر ہونے پر اس وقت پاکستان کے صدر ذوالفقار علی بھٹو نے آپ کے نام اپنے پیغام میں لکھا:

’میں آپ کی ان خدمات کی وجہ سے جو آپ نے کئی دہائیوں کے عرصہ میں پاکستانی عوام اور عالمی برادری کے لئے نہایت ہی بے لوث طریقے سے انجام دی ہیں گہرے تشکر وتحسین کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ اس سیاسی تحریک کے ایک ممتاز رکن کی حیثیت سے جو کہ برصغیر کے مسلمانوں کے علیحدہ وطن کے حصول پر منتج ہوئی اور اس سے بھی پہلے ۱۹۳۱ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر کی حیثیت سے آپ نے پاکستان کے حصول کے لئے نہایت ہی نمایاں کردار ادا کیا۔‘

مملکتِ خداداد کے معرضِ وجود میں آنے کے بعد ابتدائی سات سالوں میں وزیر خارجہ پاکستان کی حیثیت سے آپ نے پاکستان کو ایسی ریاست کے طور پر مستحکم کرنے میں مدد دی جس کو بیرونی دنیا میں باعزت مقام حاصل ہو گیا اور جس کے مؤقف کو بین الاقوامی سطح پر اہمیت دی جانے لگی۔ لیکن پاکستان کے لئے آپ کی خدمات یہیں تک محدود نہ تھیں۔ جنرل اسمبلی کے صدر اور بین الاقوامی عدالتِ انصاف کے جج کی حیثیت میں آپ نے پوری انسانیت کی خدمت ہی نہیں کی بلکہ پاکستان کے وقار کو بھی بلند وبالا کیا۔ میں پورے یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ کو مختلف حیثیتوں میں عالمی برادری اور اقوامِ متحدہ میں جو تکریم ملی ہے اس پر ہم سب کو فخر ہے۔

(اخبار پاکستان ٹائمز لاہور ۱۸ مارچ ۱۹۷۳ء بحوالہ تعمیر وترقی ’پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار از پروفیسر محمد نصر اللہ راجا، صفحہ ۲۴۷)

’چوہدری محمد ظفر اللہ خان نے عربوں کے کیس کی اقوام متحدہ میں جس خلوص، دیانت داری، بلند حوصلگی سے نمائندگی کی اس کا اعتراف تمام عالم اسلام کو ہے۔‘

(اخبار نوائے وقت لاہور میگزین ۲۱ ستمبر ۱۹۹۰ء بحوالہ بحوالہ تعمیر وترقی ’پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار از پروفیسر محمد نصر اللہ راجا، صفحہ ۲۴۰)

(باقی صفحہ 30)

امریکہ میں قبولیت احمدیت کے اولین سرخیل

ڈاکٹر انتھونی جارج بیکر آف فلاڈلفیا

(Dr. Anthony George Baker)

مکرم محمد اجمل شاہد صاحب

آج سے تقریباً ایک صدی سے زائد قبل امریکہ کے ایک شخص ڈاکٹر انتھونی جارج بیکر آف فلاڈلفیا کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ انہوں نے اس زمانہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریری طور پر تصدیق کی اور قادیان میں حضور علیہ السلام سے رابطہ کیا۔ چنانچہ حضورؑ نے ڈاکٹر بیکر کی اس تصدیق کا ذکر اپنی کتاب براہین احمدیہ جلد پنجم میں یوں فرمایا:

”ایسا ہی اور کئی انگریز ملکوں میں اس سلسلہ کے ثناخوان ہیں اور اپنی موافقت اس سے ظاہر کرتے ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر بیکر جن کا نام ہے۔ اے۔ جارج بیکر نمبر 404 سسکوھینا ایوینو فلاڈلفیا امریکہ۔ میگزین ریویو آف ریلیجنز میں میرا نام اور تذکرہ پڑھ کر اپنی چٹھی میں یہ الفاظ لکھتے ہیں:

مجھے آپ کے امام کے خیالات کے ساتھ بالکل اتفاق ہے۔ انہوں نے اسلام کو ٹھیک اس شکل میں دنیا کے سامنے پیش کیا ہے جس شکل میں حضرت نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا تھا۔“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21، صفحہ 106)

ڈاکٹر بیکر کے خط کے اس اقتباس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک سعید الفطرت انسان تھے اور وہ سیدنا آنحضرت ﷺ کی حیاتِ طیبہ اور اسلام سے قدرے واقفیت رکھتے تھے۔ اور وہ اس زمانہ میں مسلمانوں کی عملی حالت سے مطمئن نہ تھے۔ اسی بنا پر انہوں نے احمدیہ رسائل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اسلامی اصول کی فلاسفی کو سراہا اور اسے بانی اسلام ﷺ کی اصل تعلیمات کے عین مطابق قرار دیا۔ اسی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُن کو اپنا مؤید اور مصدق قرار دیا۔

ڈاکٹر بیکر کو یہ خصوصی اور امتیازی اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق آپؑ کی زندگی میں رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں مسیح پاک علیہ السلام کا ذکر پڑھ کر کی۔ پھر انہوں نے اپنا تعلق جماعت سے باقاعدہ قائم رکھا۔

چنانچہ امریکہ کے مبلغ حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا ذکر اپنی رپورٹ میں کیا جو جماعت احمدیہ کے آرگن روزنامہ الفضل قادیان کی 22 جولائی 1920ء کے شمارہ میں شائع ہوئی۔ آپؓ نے اُن کو امریکہ کی جماعت میں شامل ہونے والے ابتدائی افراد میں شمار کیا۔

ڈاکٹر بیکر کی وفات آج سے تقریباً سو سال قبل 17 فروری 1918ء کو ہوئی۔ یہ عجیب امر ہے کہ ایک صدی بیت جانے کے بعد مقامی احباب جماعت نے فلاڈلفیا میں پہلی مسجد بیت العافیت کی تعمیر کے ساتھ ساتھ یہاں کی اُس تاریخی شخصیت اور اپنے اُس ابتدائی قافلہ کے سرخیل کی قبر کو ڈھونڈ نکالا جو لارل ہل قبرستان (Laural Hill Cemetry) میں دفن ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اُس تاریخی شخصیت ڈاکٹر جارج بیکر کا اس مسجد بیت العافیت فلاڈلفیا سے نشر ہونے والے خطبہ جمعہ 19 اکتوبر 2018ء میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

”پھر حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ بھی اپنی رپورٹ میں لکھتے ہیں۔ ... ڈاکٹر جارج بیکر اور مسٹر احمد اینڈرسن یہ ہردو صاحبان ایک عرصے سے عاجز کے ساتھ خط وکتابت رکھتے تھے اور مدت سے مسلمان ہو چکے تھے۔ مخلص مسلمان ہیں، میں ضروری سمجھتا ہوں اُن کا نام اِس فہرست میں سب سے اول رکھا جائے۔ (ماخوذ از الفضل 22 جولائی 1920ء، جلد8، نمبر4، صفحہ 1) پھر جیسا کہ میں نے کہا بعض دوسرے لوگوں کا ذکر ہے۔ اب یہ سنا ہے کہ یہاں فلاڈلفیا میں ڈاکٹر بیکر کی قبر بھی تلاش کر لی گئی ہے۔ ان کی وفات 1918ء میں ہوئی تھی۔ ان کی یہیں تدفین ہے۔ تو اُس زمانے میں آج سے تقریباً سو سال پہلے سے یہاں احمدیت آئی ہوئی ہے۔“

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 2 نومبر 2018ء، صفحہ 6)

ڈاکٹر انتھونی جارج بیکر کو امریکہ میں یہ خصوصی اور منفرد اعزاز بھی حاصل ہوا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فلاڈلفیا کے اس پرانے اور تاریخی قبرستان (Laural Hill Cemetry) کو اپنے قدوم میمنت سے نوازا جہاں یہ عظیم شخصیت آسودۂ خاک ہے۔ 20 اکتوبر 2018ء کی حسین صبح کو جب حضور انور فلاڈلفیا مسجد بیت العافیت سے بالٹی مور کے لئے روانہ ہوئے تو حضور پہلے اس قبرستان (Laural Hill Cemetry) میں تشریف لے گئے۔ اس موقع پر حضور کے قافلہ کے افراد کے علاوہ مقامی صدر مکرم مجیب اللہ چوہدری صاحب اور چند افراد جماعت بھی موجود تھے۔

ڈاکٹر جارج بیکر کی قبر کس طرح دریافت ہوئی۔ حضور انور کا دورۂ امریکہ کی ایک رپورٹ ملاحظہ فرمائیں:

”گیارہ بج کر پینتیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ قبرستان تشریف لائے اور مرحوم ڈاکٹر جارج بیکر کی قبر پر دعا کی اور اس موقع پر صدر جماعت فلاڈلفیا مکرم مجیب اللہ چوہدری صاحب سے استفسار فرمایا کہ آپ نے مرحوم کی قبر کس طرح دریافت کی ہے۔ اس پر موصوف نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب میں جہاں ان کا ذکر فرمایا ہے وہاں ان کے گھر کا مکمل ایڈریس بھی لکھا ہوا ہے۔ چنانچہ اس ایڈریس کی بدولت جو یہاں قریبی قبرستان ہے وہاں کی انتظامیہ اور کونسل وغیرہ سے رابطہ کر کے 100 سالہ پرانا ریکارڈ نکلوایا کر یہ قبر تلاش کی گئی ہے۔

مرحوم ڈاکٹر جارج بیکر صاحب کے تصور اور وہم وگمان میں بھی یہ نہیں ہوگا کہ جس مسیح کی انہوں نے تصدیق کی ہے اور انہیں قبول کرنے کی سعادت پائی ہے کبھی اُن کے خلیفہ سو سال بعد ان کی قبر پر آئیں گے اور ان کے لئے دعا کریں گے۔ وذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء“

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔14 دسمبر 2018ء،صفحہ 20)

حضورانور نے ڈاکٹر جارج بیکر کی قبر پر مع حاضرین دعا کی۔امریکہ میں یہ منفرد مقام ڈاکٹر جارج بیکر آف فلاڈلفیا کو ملا جنہوں نے ایک صدی سے زائد عرصہ قبل اپنی روحانی فراست سے امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شناخت کیا اور ایک خط تحریر کر کے باقاعدہ انہیں قبول کیا۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خداتعالیٰ نے ڈاکٹر بیکر کے اخلاص اور دلی ایمان کو قبول فرمایا اور ان کے نام نامی کو ہمیشہ کے لئے زندہ وتابندہ کر دیا۔اب تا قیامت لوگ ان کے لئے دعائیں کرتے رہیں گے۔ان شاء اللہ۔

یاد رہے کہ ڈاکٹر جارج بیکر کی قبر کے سو سال بعد دریافت کی مناسبت سے مقامی فلاڈلفیا جماعت نے اُن کی قبر پر ایک بینر نصب کیا جس میں اُن سے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر اور حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مبلغ امریکہ کی تصدیقی تحریرات درج کی گئی تھیں۔نیز قبرستان کی مقامی انتظامیہ نے سو سالہ دریافت کو نمایاں کرنے کے لئے اس قبر پر ایک شامیانہ نصب کر دیا۔اس کی وجہ سے زائرین کو اس قبر تک پہنچنے میں آسانی ہوگئی۔

اس طرح کئی افراد نے فلاڈلفیا کے قدیم قبرستان لارل ہل (Laural Hill Cemetry) میں جا کر اس تاریخی شخصیت کی قبر پر دعا کی۔

ڈاکٹر جارج بیکر کے گھر، اِس تاریخی قبر اور اس موقع کی چند تصاویر درج ذیل ہیں جن میں حضور انور بھی ڈاکٹر جارج بیکر کی قبر پر چند زائرین کے ساتھ بینر کے سامنے کھڑے ہیں۔

404 W-Susquehanna Avenue, Philadephia, Pa 19122, USA

Anthony G Baker

BIRTH	unknown
DEATH	17 Feb 1918
BURIAL	Laurel Hill Cemetery
	Philadelphia, Philadelphia County, Pennsylvania, USA
PLOT	Section Y
MEMORIAL ID	28278015 · View Source

لارل ہل قبرستان کی مزار کے بارہ میں تفصیلات

مزار کا کتبہ

مزار پر روزنامہ الفضل قادیان 22 جولائی 1920ء کی تفصیلات کا انگریزی ترجمہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مزار کی طرف تشریف لا رہے ہیں

مزار کے قریب شامیانہ کے نیچے حضور انور ایدہ اللہ کو
مکرم مجیب اللہ چوہدری صاحب صدر فلاڈلفیا قبر کے دریافت کی تفصیلات بتا رہے ہیں

مکرم سید جمیل احمد صاحب مرحوم کینیڈا کا ذکرِ خیر

محترمہ قدسیہ احمد بنتِ خلیل صاحبہ، لندن (یوکے)

ایک عظیم بیٹے ، بہت ہی پیارے بھائی ، مثالی محبت کرنے والے شوہر اور ایک نہایت ذمہ دار شفیق باپ سید جمیل احمد صاحب 12 نومبر 2018ء بروز سوموار صبح ساڑھے آٹھ بجے میکنزی رچمنڈ ہل ہسپتال میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے اور اپنے مولائے حقیقی سے جاملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

فی الوقت حُزن وملال کے جذبات کے ساتھ بھائی کے بارہ میں کچھ لکھنے کی کوشش کر رہی ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین!

بلا نے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دِل تو جاں فدا کر

اب رضائے باری تعالیٰ پر راضی رہنا ہے اور دعا کرتی ہوں کہ پیارے بھائی جان کی نیک و پاک سیرت ان بچوں پوتے پوتیوں نواسے نواسیوں اور ہم سب کے لئے مشعلِ راہ بن جائے آمین۔ یا رب العالمین

خاندانی پسِ منظر

پیارے جمیل بھائی ہماری والدہ محترمہ زبیدہ بیگم صاحبہ بنت حضرت مولانا ذوالفقار علی گوہر صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بطن سے شہر مونگیر بہار انڈیا میں 31 دسمبر 1935ء کو پیدا ہوئے۔ ہمارے والد صاحب حضرت مولانا حکیم خلیل احمد مونگیریؓ نے بھی 1906ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بذریعہ خط بیعت کی تھی۔ بعدازاں وہ ایک جید طبیب بنے اور ہزاروں لوگوں کے لئے جسمانی اور روحانی شفایابی کا باعث بنے۔ 1914ء میں خلافت ثانیہ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابا جان کو پورے ہندوستان کا مبلغ بنا کر مختلف جگہوں پر روانہ کیا۔ اور انہیں تبلیغی میدان میں نصرت الٰہی کے ساتھ ساتھ عظیم کامیابیاں نصیب ہوئیں 1951/52ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابا جانؓ کو قادیان واپس آنے کا حکم دیا۔ وہاں پر آپ نے بحیثیت ناظر تعلیم کام سنبھالا اور ایڈیشنل ناظر دعوت و التبلیغ کا کام بھی کرتے رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد پر والد صاحبؓ نے حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحبؒ کو طب کی تعلیم دی اور ہمدرد دواخانہ قادیان کو منظم کیا۔

پیارے بھائی سید جمیل احمد مونگیر، بہار میں ابا جانؓ کی دواخانہ میں مدد کیا کرتے تھے۔ انہوں نے قادیان آکر بھی اکثر و بیشتر والد صاحبؓ کی اس سلسلہ میں مدد کی۔ پھر جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے والد صاحبؓ نے قادیان ہجرت کی تو اس وقت جمیل بھائی کی عمر صرف 19 سال تھی اور ان کے علاوہ ہم سات بہن بھائی اور بھی تھے۔ بڑے بھائی شکیل احمد منیر ڈھاکہ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر رہے تھے، اس وقت مالی لحاظ سے ابا جانؓ کی آمدنی بہت کم ہوگئی تھی۔ اس لئے جمیل بھائی کو صدر انجمن احمدیہ قادیان میں ملازمت کرنے کی توفیق ملی۔ آپ نے بہت ہی اخلاص اور جانفشانی سے کام کیا اور بہت جلد ہر دلعزیز ہو گئے۔ انہوں نے تقریباً پانچ سال صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کام کیا پھر والد صاحبؓ نے ان کو مزید تعلیم کی خاطر بڑے بھائی شکیل احمد کے پاس پاکستان بھجوا دیا۔ یہاں پر آپ نے ایف اے اور بی اے کا امتحان اعلیٰ نمبروں سے پاس کیا۔

جمیل بھائی جان کو پاکستان نیشنل شپنگ کارپوریشن کراچی میں مستقل نوکری مل گئی۔ جہاں انہوں نے 33 سال کام کیا اور ڈپٹی منیجر کی حیثیت سے 65 سال کی عمر میں ریٹائر ہوئے۔ کمپنی نے آپ کو حسن کارکردگی اور ایمانداری کی وجہ سے گولڈ میڈل سے نوازا اور آپ کے اعزاز میں تمام عملہ کے ساتھ الوداعیہ پارٹی کا اہتمام کیا۔ الحمدللہ علی ذالک۔

جمیل بھائی جان سے بڑے بھائی شکیل احمد منیر تھے جن کی وفات گزشتہ سال کراچی میں ہوئی۔ شکیل بھائی جان آسٹریلیا کے پہلے مبلغ تھے۔ اُن کو یہ بھی اعزاز حاصل ہوا کہ انہوں نے آسٹریلیا میں مسجد بیت الہدیٰ کی تعمیر میں اہم خدمات سرانجام دیں۔ نیز پہلی عالمی بیعت لندن میں انہوں نے آسٹریلیا براعظم کی نمائندگی کی تھی۔ اور خلیفۂ وقت کے ہاتھوں پر آپ کا ہاتھ بھی تھا۔ سبحان اللہ۔ الحمد للہ۔ شکیل بھائی جان نے نیوزی لینڈ کی ماؤری زبان سیکھی اور قرآن کریم کا ترجمہ ماؤری زبان میں مکمل کیا۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 2013ء میں قرآن کریم ماؤری بادشاہ کو تحفتاً دیا۔

پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہمارے شکیل بھائی کے بارہ میں بوقتِ جنازہ غائب بہت دعاؤں کے ساتھ خراجِ تحسین پیش کیا۔ الحمدللہ علی ذالک

ہماری ایک بہن نزہت حفیظ صاحبہ 12 اکتوبر 2012ء کو یہاں کینیڈا میں ہی فوت ہوئی تھیں۔ آپ بھی نہایت شفیق ہستی تھیں۔ انہوں نے بھی لجنہ اماء اللہ سکاربرو کی صدر کی حیثیت سے لمبے عرصہ تک خدمات انجام دیں اور تعلیم و تربیت کے شعبہ سے منسلک رہیں۔ ان کی صوفیانہ شاعری کا مجموعہ ان کے بیٹے ڈاکٹر رضوان نے شائع کروایا ہے۔

جمیل بھائی کو نزہت آپا اور ہم سب سے بہت محبت تھی۔ والد صاحب حکیم خلیل احمد مونگیریؓ کی اولاد میں سے اب صرف تین بچے حیات ہیں۔ جن میں برادر محترم مظفر احمد صاحب آف امریکہ برادر محترم منور احمد نوری آف لندن اور عاجزہ قدسیہ احمد ہیں۔ ان کے علاوہ مکرم بشیر احمد صاحب، مکرم رشید احمد صاحب اور محترمہ سعادت حمیدی صاحبہ بھی وفات پا چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی

جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

خدا کے فضل سے سب بہن بھائیوں نے خدمتِ دین کی توفیق پائی۔ نوری بھائی جنرل سیکرٹری آفس لندن میں کام کرتے ہیں اور عاجزہ بھی گزشتہ 36 سال سے محض خدا تعالیٰ کے فضل سے لندن میں مسلسل خدمتِ دین کی توفیق پا رہی ہے۔ الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ ہمارا بھی انجام بخیر فرمائے آمین!

جمیل بھائی کی شادی و اولاد

پیارے جمیل بھائی جان کی شادی ایک بہت ہی مخلص درویش قادیان محترم ٹھکیدار بشیر احمد صاحب کی بڑی صاحبزادی امۃ الرشید صاحبہ سے ہوئی تھی۔ پھر بھابی صاحبہ نے شادی کے بعد پاکستانی شہریت اختیار کی اور کراچی میں سکونت پذیر رہیں۔ محترمہ بھابی جان انتہائی مخلص اور خدمتِ دین کرنے والی ہستی ہیں۔ کراچی میں جب تک رہیں لجنہ کے کاموں میں مصروف رہتی تھیں۔ ایک قیادت کی صدر رہیں اور لمبا عرصہ خدمت کی توفیق پائی۔ جب بھائی جان نے ریٹائرمنٹ لے لی تو پھر آپ بمع اہل و عیال 2009ء میں کینیڈا آ گئیں۔ بھابی جان ایک مثالی رفیقہ حیات اور بہترین ماں ہیں۔ ان دونوں کو اللہ تعالیٰ نے پیارے بچوں سے نوازا ہے۔

جمیل بھائی جان کی پہلی اولاد سیدہ امۃ النور داؤد صاحبہ نے ساڑھے سات سال تک نیشنل جنرل سیکرٹری اور چھ سال تک صدر لجنہ اماء اللہ کینیڈا کے عہدوں پر اعلیٰ خدمات انجام دیں۔ اور انہوں نے اپنے والد جمیل صاحب مرحوم کی دل و جان سے خدمت کی۔ اس طرح سے کہ میں دعا کرتی ہوں کہ ہر بیٹی کو اللہ تعالیٰ ایسی ہی توفیق دے۔ اس میں ان کے شوہر محترم ڈاکٹر سید محمد اسلم داؤد صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا کا بھی مثالی کردار ہے جنہوں نے ہر قدم پر میرے پیارے جمیل بھائی کو اپنے باپ کی طرح ہی سنبھالا۔ اللہ تعالیٰ دونوں کو جزائے خیر دے آمین!

جمیل بھائی کے بیٹے عزیزم مثیل احمد سلمہ ٹورانٹو اور عزیزم منصور احمد سلمہ اور بہو عزیزہ درعدن سلمہا لندن انٹاریو نے بھی ان کی ہر آن خدمت کی اور ہمیشہ ان کا سہارا بنے۔ الحمدللہ

جمیل بھائی جان کی چھوٹی بیٹی عزیزہ امۃ الولی سلمہا لندن یو کے میں مقیم ہیں۔ بہت ذہین، محبت کرنے والی اور مخلص بیٹی ہیں۔ یہ چونکہ بھائی جان سے دور دوسرے ملک میں رہتی ہیں۔ اس لئے بھائی جان ان کو بہت یاد کرتے تھے۔ اس طرح اُن کو دعاؤں کا کثیر حصہ ملا۔

عزیزہ امۃ الولی سلمہا 10 نومبر 2018ء کو شام چار بجے لندن یو کے سے روانہ ہو کر اپنے والد جمیل بھائی کو ملنے کینیڈا پہنچیں۔

تقریباً اسی وقت لندن انٹاریو سے عزیزم منصور احمد سلمہ اپنی فیملی کے ساتھ اپنے ابا کے پاس ہسپتال پہنچے۔ یہ وہ دن تھا جب کہ ڈاکٹروں نے جواب دے دیا تھا اور پیارے بھائی جان کی حالت نازک تھی۔ نہ آنکھیں کھول رہے تھے نہ ہی کوئی بات کر رہے تھے۔ لیکن بیٹی کی آواز سنتے ہی اُن کو سلام کا جواب دیا اور آنکھیں کھول دیں۔ پھر بات بھی کی۔ اُس وقت جمیل بھائی نے اپنے سب بچوں، نواسے، نواسی اور پوتے، پوتیوں کو دیکھا اور بات کی۔ یہ محض حضور انور کی دعاؤں کا معجزہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی آرزو پوری کی اور لندن سے آئی ہوئی بیٹی بھی ان کے سامنے تھی اور سب بچے بھی۔ اس کے تھوڑی دیر کے بعد آپ نے آنکھیں بند کر لیں اور عالمِ خاموشی میں چلے گئے۔ اگلے دن حالت بگڑتی گئی۔ اتوار کی رات کو ڈاکٹروں نے ٹیوب کے ذریعہ کچھ کھانا دیا۔ ان کو بھوک لگی تھی جس کا ذکر انہوں نے پہلے کیا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی خواہش پوری کی اور رزق بھی کھلایا۔ سوموار کی صبح کو نرسوں نے ٹیوب وغیرہ لگا کر اُن کا گلا صاف کرنے کی کوشش کی لیکن عین اسی وقت وہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اُس حالت میں جب کہ عزیزہ امۃ الولی پیار سے اپنے والد کا پاؤں سہلا رہی تھیں اور چھوٹے بیٹے منصور بھی ان کے پاس ہی بیٹھے دوسرا پاؤں سہلا رہے تھے۔ اور ان کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی اور اپنے مولائے حقیقی سے جا ملی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

بھائی جان سید جمیل احمد کی شخصیت

جیسا کہ کہتے ہیں کہ صوفیوں کی پہچان ہے کم بولنا، کم کھانا اور کم ہنسنا۔ میرے پیارے جمیل بھائی بھی اسی طرح کے صوفی منش انسان تھے۔ کم بولتے تھے لیکن حکمت سے پُر اور سچی بات کہتے تھے حافظہ کمال کا تھا، ہر بات یاد رکھتے تھے۔ پھر نصائح بھی اسی کے مطابق کرتے تھے۔ ان کی مسکراہٹ بہت ہی پیاری ہوتی تھی بلکہ ہلکے پھلکے لطیفوں سے محظوظ کرتے۔

ذمہ داری کا احساس حد درجہ تھا۔ کبھی کوئی بات نہیں بھولتے تھے۔ ہر کام احسن طور پر کرتے تھے۔ وقت پر اور حُسنِ احساس کے ساتھ۔ والدین کی ہر خواہش پوری کرنے کے لئے مستعد رہتے تھے۔ درحقیقت انہوں نے والدہ صاحبہ کے قدموں کی جنت کمالی۔ اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت نوازا۔ الحمدللہ

اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلوانے کے لئے کوشاں رہتے تھے۔ ان کی ضروریات کو پورا کرتے تھے۔ بڑی بیٹی سیدہ امۃ النور صاحبہ نے کراچی یونی ورسٹی سے ایم۔ اے بین الاقوامی تعلقات (International Relations) میں پہلی پوزیشن لے کر گولڈ میڈل حاصل کیا۔ بھائی جان نے اپنی بیٹی کا ایوارڈ قادیان میں جلسہ سالانہ کے موقع پر خلیفۂ وقت کے دستِ مبارک سے وصول کیا تھا۔ الحمدللہ

جمیل بھائی جان اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ نماز روزے کے پابند، قرآن کریم کی تلاوت باقاعدگی سے کرتے اور دعاؤں کی کتاب تو ہمیشہ ان کے ہاتھوں میں رہتی تھی۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی پر بہت زور دیتے تھے۔

سب عزیزوں رشتہ داروں سے تعلق رکھتے تھے۔ کبھی کسی کے ساتھ بحث نہیں کرتے تھے۔ سب کے لئے دعا گو رہتے تھے۔ مجھے بھی کہتے تھے کہ میں ”روزانہ تمہارے لئے دعا کرتا ہوں۔ فکر نہ کرو۔“ آہ دعاؤں کا وہ منبع اب ہم میں نہیں رہا۔

بیماری کے دوران بھی ہر ایک کے سلام کا جواب دیتے تھے ہلکی آواز میں بھی اور اشارے سے بھی علیکم سلام کہتے تھے۔ بھائی جان کا چہرہ بہت صاف اور نورانی تھا۔ ہر کوئی ان کی سادگی اور شخصیت سے متاثر ہوتا تھا۔ زیادہ باتیں نہ کرنے کے باوجود وہ محفل کی شان اور محفل کی جان ہوتے تھے۔ بیماری کے دوران بہت مضمحل رہتے تھے لیکن کبھی شکایت نہ کرتے تھے۔ بہت قسم کی دوائیاں کھانی پڑتی تھیں لیکن انتہائی صبر سے ہر درد برداشت کرتے تھے۔

وفات اور غسل کے بعد ان کے چہرے پر وہی نور اور سادگی آ گئی۔ جس نے بھی دیکھا یہی کہا۔ عاجزہ بھی جنازے کے لئے لندن سے کینیڈا پہنچی۔ پیارے بھائی کا آخری دیدار کیا اور بس۔ اب تو اللہ کی رضا پر ہی راضی رہنا ہمارا دین اور ایمان ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم جمیل بھائی کو ان کی نیکیوں کی اعلیٰ ترین جزا عطا فرمائے اور وہ جنت الفردوس میں پُرسکون رہیں رضائے باری تعالیٰ نصیب ہو آمین!

عاجزہ، محترمہ بھابی جان امۃ الرشید صاحبہ، سیدہ امۃ النور صاحبہ محترم ڈاکٹر اسلم داؤد صاحب، عزیزم مثیل سلمہ، عزیزم منصور سلمہ، عزیزہ درعدن سلمہا، عزیزہ امۃ الولی سلمہا، برادرم منور احمد نوری صاحب، برادرم سید مظفر احمد صاحب اور سب خاندان کی طرف سے مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا اور تمام احباب اور خواتین کی بے حد شکر گزار ہوں اور ممنون احسان بھی جنہوں نے اس صدمے کی گھڑی میں انتہائی شفقت کے ساتھ ہم سب کا خیال رکھا۔ جزاکم اللہ تعالیٰ واحسن الجزا

سماجی کارکن مکرم شاہد محمود راشدی صاحب کا مختصر ذکرِ خیر

مکرم عرفان ملک صاحب

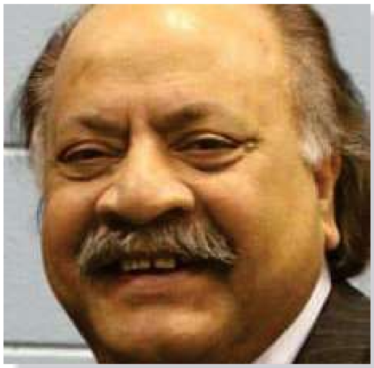

آپ اس فانی دنیا سے اس لافانی دنیا کا سفر طے کر گئے ہیں آپ یقیناً جنت الفردوس میں ہوں گے یہ میرے سمیت آپ کے ہزاروں چاہنے والوں کا یقین ہے ان لوگوں کا بھی جو شائد آپ سے صرف ایک آدھ بار ملے ہوں گے ان لوگوں میں ہر مذہب ، رنگ نسل اور علاقے کے لوگ شامل ہیں۔

آپ میں کیا خوبی تھی کہ اس شہر کے ہر شخص کی آنکھ نم ہے ہر آہٹ آپ کے خاموشی سے آنے کا پیغام دیتی ہے کوئی بھی یقین کرنے کو تیار نہیں کہ آپ نہیں ہیں آپ یہیں کہیں ہیں، ابھی آپ آ جائیں گے اور ہر شخص کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر جائے گی ہر فقرہ ایک انتہائی شستہ لطیفہ بن جائے گا کیونکہ کوئی شخص یہ یقین کرنے پر تیار نہیں کہ وہ شخص چلا گیا ہے جس نے کبھی کسی کی برائی نہیں کی، جس سے جب بھی کسی نے مدد مانگی کبھی اس کا ہاتھ خالی واپس نہیں گیا، جس نے بھی کسی مسئلہ پر آپ سے مشورہ مانگا اس کو انتہائی مخلصانہ جواب ملا، کبھی کسی شخص کو آپ سے ناراض نہیں دیکھا، کبھی کوئی چہرہ کوئی آنکھ آپ کے رویے سے نالاں نہیں ہوئی۔

میں لکھتا جا رہا ہوں اور آنسو رک نہیں رہے ہیں نہ جانے کب تک یہ کیفیت رہے گی شعور اور لاشعور میں آپ کا تصور اب کبھی حقیقت نہ بن سکے گا مگر یہ دماغ ہے کہ مانتا ہی نہیں، یہ دل ہے کہ کہتا ہے کہ ابھی آپ کا فون آئے گا کہ پانچ چھ دوستوں کو اکٹھا کریں کافی پیتے ہیں یہ میری نہیں مجھ جیسے ہزاروں دوستوں کی کیفیت ہے۔

آپ ایک مضبوط رابطہ تھے، بہت ساری کمیونٹیز کو آپ کی شخصیت نے اکٹھا کر رکھا تھا۔ آپ نے کبھی کسی کے مذہبی اور سیاسی عقائد کو مجروح نہیں کیا۔ کبھی کسی سے اُس کی ذاتی عقیدت پر سوال نہیں کیا۔ بلکہ ہمیشہ اس کو ہدایت کی کہ اپنے اپنے عقائد پر قائم رہو مگر اُن عقائد کو نفرت اور انتہا پسندی کی طرف مت جانے دو۔ آپ کی وجہ سے بہت سارے اختلافات دب چکے تھے۔ کمیونٹیز کے درمیان ایک باہمی احترام اور رواداری کا تعلق صرف آپ کی شفقت کا کمال تھا۔ آپ کے جانے سے جو خلا پیدا ہوا ہے نہ جانے یہ کب بھرے گا۔

راشدی صاحب! آپ بہت بڑی شخصیت تھے۔ اور عاجزی آپ کے بڑے پن کا حصہ تھی۔ آپ کسی بھی تقریب میں جاتے تھے تو خاموشی سے پچھلی نشستوں پر بیٹھ جاتے تھے۔ آپ نے کبھی کوشش نہیں کی کہ اگلی نشستوں پر بیٹھیں اور نہ ہی آپ کو یہ شوق تھا کہ آپ VIPs کی ٹیبل پر بیٹھیں۔ مگر کیسی حیرت کی بات ہے کہ اگلی نشستوں والے اور مہمان خصوصی تقریب کے اختتام پر سب سے پہلے آپ کو ملتے تھے۔ تقریب میں شامل ہر شخص کی نظریں آپ کو ڈھونڈتی تھیں اور سب آپ کو آ کر ملتے تھے۔ اس سے زیادہ بڑا پن اور بڑی شخصیت کیا ہو گی کہ آپ مجھ جیسے شخص کو بھی عزت اور اہمیت دیتے تھے۔ آج جب دوست مجھے بتاتے ہیں کہ آپ کے دل میں میرے لئے بہت بڑا مقام تھا تو میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں اور پھر آپ کو دیکھتا ہوں اور سوچتا ہوں کہ آپ کتنے بڑے مقام پر تھے جس کا ادراک مجھ جیسے ناچیز کے بس میں نہیں۔

ایک بار میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ سر یہ سارا دن آپ لوگوں کو نصیحتیں کرتے ہیں، ہدایات دیتے ہیں، ان میں سے کتنے لوگ آپ کی ہدایات پر عمل کرتے ہیں۔ آپ کیوں ان پر اپنا وقت ضائع کرتے ہیں۔ آپ نے میری طرف دیکھا اور اپنی مخصوص زیر لب مسکراہٹ سے جواب دیا، ملک صاحب وہ علم نہیں ہوتا جو قبر میں ساتھ چلا جائے۔ اور میں لاجواب ہو گیا۔ آج میں سوچتا ہوں کہ آپ سب کچھ لوگوں میں بانٹ گئے۔ کاش آپ کی بتائی ہوئی باتوں میں سے ہم آدھی باتوں پر عمل کر سکیں۔

آپ سیاست میں ایک منفرد مقام رکھتے تھے۔ ایک سیاسی جماعت سے منسلک تھے، سیاست اور دوستی میں دھڑے بازی پر یقین رکھتے تھے مگر ہر سیاسی جماعت کے لیڈر آپ کی یکساں عزت کرتے تھے۔ آپ کہا کرتے تھے کہ اگر سیاست میں آپ کا کوئی دوست نہیں تو دشمن بھی نہیں ہونا چاہئے۔ یہ وہ باتیں تھیں جو آپ کو ایک منفرد مقام دے گئیں۔

آپ آخری بار جب جرگہ میں تشریف لائے تو آپ نے گاڑی سے اترتے ہی کہا کہ میں بیمار ہوں مگر صرف آپ سب لوگوں کو ملنے آیا ہوں۔ آپ تین دن بعد علاج کے لئے ہسپتال جا رہے تھے۔ اور میرے بے حد اصرار پر تشریف لائے تھے۔ آپ حسب معمول سب لوگوں سے مسکرا مسکرا کر بات کر رہے تھے، جب آپ جانے لگے تو دوستوں نے آپ کو مزید رکنے کے لئے کہا اور آپ نے کہا کہ نہیں اب میرے جانے کا وقت ہو گیا ہے۔ آپ کی یہ بات آج ہم سب کو رلا رلا دے رہی ہے۔

میری آپ کی آخری بات فون پر ایک دن قبل ہوئی جب میں نے آپ کو بتایا کہ میں آج آپ کے گھر آیا تھا مگر باہر سے چلا گیا آپ نے انتہائی شفقت سے کہا کہ ملک صاحب! میرے گھر کے دروازے آپ کے لئے ہمیشہ کھلے ہیں۔

راشدی صاحب! لوگ کہتے ہیں کہ آپ جا چکے ہیں۔ آپ جنت الفردوس میں ہیں۔ آپ ہمارے وجود کا حصہ بن گئے ہیں۔ آپ مجھ جیسے سینکڑوں لوگوں کے دل دماغ میں ہیں، مسئلہ دل اور دماغ کے تصورات کو یکجا کرنے کا ہے یہ مسئلہ نہ جانے کبھی حل بھی ہو گا یا نہیں مگر نظریں آپ کو ڈھونڈتی ہیں آپ کو دیکھنا چاہتی ہیں۔

میں لکھتا جاتا ہوں مجھے معلوم ہے کہ یہ تحریر نامکمل ہے اور نامکمل ہی رہے گی میں اب اتنا ہی لکھ کر اس تحریر کو نامکمل چھوڑتا ہوں۔ میرا یار چلا گیا نہ جانے اسے کیا جلدی تھی جانے کی۔

(ایک نامکمل تحریر)

آج کی دنیا میں خدا تعالیٰ کے ذاتی مشاہدہ کے اظہار

واٹرلو (اونٹاریو) میں ہونے والی 38 ویں بین المذاہب کانفرنس کا احوال

نمائندہ خصوصی : محمد اکرم یوسف

یہ سوال تو شاید تاریخ سے بھی پُرانا ہے کہ دنیا میں خدا کا ذاتی مشاہدہ کیونکر ممکن ہے؟ آج کی دنیا کے جدید معاشرہ میں تمام مذاہب کے ماننے والوں کے لئے یہ سوال زیادہ اہمیت اختیار کر چکا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا بلا تردّد انکار کیا جاتا ہے، دنیا میں لادینیت کا شکار لوگوں کی اکثریت ہے اور یہ زہر پھیلتا چلا جارہا ہے، اِس تاریک دور میں جماعت احمدیہ عالمگیر اسلام کی شمع لئے تمام عقائد کے اکابرین کو دنیا بھر میں دعوتِ فکر دینے میں مصروف ہے۔

یہاں اونٹاریو کے ساؤتھ ویسٹ ریجن کی جماعتوں نے اس سال اپنی 38ویں مذاہبِ عالم کانفرنس میں اِسی سوال کو موضوع بنایا۔

16 ستمبر 2018ء کو ہونے والی یہ کانفرنس واٹرلو یونیورسٹی کے ہیومینٹیز تھیٹر میں منعقد کی گئی۔ کانفرنس کی افتتاحی تقریب میں جماعت احمدیہ کینیڈا کے نیشنل امیر محترم ملک لال خاں صاحب نے فرمایا کہ ورلڈ ریلیجنز کانفرنس تعلیمات، گفتگو اور باہمی میل جول کے ذریعہ شامل ہونے والے تمام مذاہب اور عقائد کے لوگوں میں محبت، ادراک اور احترام کا پیغام پہنچانے کا کام جاری رکھے ہوئے ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آج سے سوا سو سال پہلے ایسے بین المذاہب اجتماعات کی بنیاد رکھی اور خلفاء احمدیت ایسی کانفرنسوں کی صدارت فرماتے رہے اور ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 11 فروری 2014ء کو لندن میں ایک ایسی ہی عالمی بین المذاہب کانفرنس سے خطاب کیا۔

افتتاحی تقریب

اتوار کی دوپہر ساڑھے بارہ بجے کانفرنس کے رابطہ کار محترم نبیل احمد رانا صاحب نے آج کی تقریب کے میرِ مجلس گولف شہر کے کونسلر Phil Allt کو تقریب کے آغاز کی دعوت دی۔ Phil Allt ریٹائرڈ اُستاد ہیں اور گذشتہ پانچ برسوں سے گولف شہر کی کونسل میں وارڈ نمبر 3 کی نمائندگی کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنے تعارفی خطاب میں فرمایا کہ ہم سب ایک مشترک انسانی جذبہ رکھتے ہیں اور ورلڈ ریلیجنز کانفرنس گذشتہ 38 سالوں سے اس مقدس جذبہ کو پروان چڑھانے کا کام انجام دے رہی ہے۔ اِس لئے یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ یہ کانفرنس ہر روز خدا کا ذاتی مشاہدہ کرتی ہے۔

تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا، سورۃ الشوریٰ کی آیت نمبر 52 اور 53 کی تلاوت اور ترجمہ کے بعد میرِ مجلس نے تمام مذاہب وعقائد کے نمائندگان اور معزز مہمانوں کا مختصر تعارف کرواتے ہوئے افتتاحی تقریب کے لئے اسٹیج پر آنے کی دعوت دی۔ کانفرنس میں درج ذیل خصوصی مہمان شامل تھے:

The Honourable Bardish Chagger, Minister of Small Business & Tourism.
Raj Saini, MP - Kitchener Centre
Jand'Ailly, Former City of Waterloo Counciller

میرِ مجلس نے وزیرِ اعظم کینیڈا اور یونیورسٹی آف واٹرلو کے صدر کی جانب سے بھیجے گئے نیک خواہشات کے پیغام پڑھ کر سُنائے۔

جس کے بعد محترم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا اور سمال بزنس اور ٹورازم کی وفاقی وزیر The Honourable Bardish Chagger نے ورلڈ ریلیجنز کانفرنس کی سنہری تختی سے نقاب اُٹھانے کی رسم ادا کی اور مقامی سکول ٹیچر اور کچنر۔ واٹرلو کی معروف گلوکارہ Marhee Clifton نے انتہائی جذباتی انداز میں کینیڈا کا قومی ترانہ گایا۔

اِس کے بعد گولف شہر کے کونسلر فِل آلٹ Phil Allt نے میرِ مجلس کی حیثیت سے کانفرنس کے آغاز کا اعلان کیا۔

محترم امیر صاحب نے اپنے افتتاحی خطاب میں شامل ہونے والوں کو خوش آمدید کہا اور فرمایا کہ کینیڈا کی بہت سی اقدار ہیں لیکن اُن میں سب سے اہم ملٹی کلچرل ازم اور برداشت ہے۔ بلکہ مختلف مذاہب کو قبول کرنا ہے۔ کانفرنس کے انعقاد کے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف ''تحفہ قیصریہ'' کے صفحہ 4 سے اقتباس پیش کیا، اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے 11۔فروری 2014ء کے خطاب سے ایک اقتباس پڑھ کر سُنایا جو حضور انور نے ورلڈ ریلیجنس کانفرنس لندن میں ارشاد فرمایا تھا۔

آپ کے خطاب کے بعد نو عقائد کے نمائندگان نے باری باری اپنے عقائد کے مطابق یہ بتایا کہ وہ آج کے موضوع پر کیا کہنے والے ہیں اور پھر کانفرنس میں شرکت کے لئے تشریف لائے ہوئے معزز مہمانوں میں سے درج ذیل نے حاضرین سے خطاب کیا:

☆ سمال بزنس اور ٹورازم کی وزیر The Honourable Bardish Chagger, Minister of Small Business & Tourism جو وزیرِ اعظم کینیڈا کی نمائندگی کے لئے تشریف لائی تھیں۔

☆ ممبر فیڈرل پارلیمنٹ کچنر سنٹر Raj Saini, MP - Kitchener Centre

☆ Jand'Ailly, Former City of Waterloo Counciller

ریفریشمنٹ

ریفرشمنٹ کے وقفہ کے بعد تقریباً 2 بج کر 20 منٹ پر باقاعدہ خطاب کے لئے تمام نمائندگان کو تیرہ تیرہ منٹ کا وقت دیا گیا۔ ہر نقطۂ نظر کے بیان کے بعد اُسی عقیدہ کی مقدس کتابوں اور صحیفوں سے مرد و خواتین نظمیں گا کر سُناتے رہے۔ اسلامی نقطہ نظر کے بعد بچے اور بچیوں نے بڑے خوبصورت انداز میں لاالٰہ الااللّٰہ۔۔۔ کا ترانہ پیش کیا۔

عیسائیت کا نقطہ نظر

سب سے پہلے The Curch of Jesus Christ

of Latter-day Saints سے تعلق رکھنے والے عیسائی مذہب کے نمائندہ Mr. Michael H.Clifton تشریف لائے ،آپ پیشہ کے اعتبار سے وکیل ہیں ۔قانون اورفلسفہ میں ڈگری یافتہ ہیں اور 35 سال سے چرچ سے وابستہ ہیں۔آپ نے فرمایا کہ عیسائی مذہب میں خدا کے ذاتی مشاہدے کا مضمون حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیروی کے عقیدہ سے جڑا ہوا ہے۔ہم صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ سے ہی خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہوتے ہیں کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہمیں نہ صرف یہ تعلیم دی کہ خدا کو کیسے پانا ہے بلکہ خدا کو ہمارے سامنے پیش کیااورخداوند یسوع مسیح ہمارے وجود کو پاک وصاف کر کے اِس مقدس رشتہ کے لئے وسیلہ بنے۔آپ نے بتایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ یہ رشتہ محض تجسس کی تسکین کے لئے نہیں بلکہ ہماری فطرت اور شخصیت کی تشکیل کے لئے ہے تا کہ ہم اُسی کی طرح ہوجائیں جس کی مرضی سے ہم وجود میں آئے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ عیسائیت کا ایک اور اصول یہ بھی ہے کہ خدا کی محبت محض اُن لوگوں کے لئے مخصوص نہیں ہوتی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ اُس کے طالب ہوتے ہیں۔کسی بھی شخص کی خدا کو پانے کی مخلصانہ کوشش جس میں غیر عیسائی بھی شامل ہیں، قابل قبول ہوسکتی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیروی میں خدا کا ذاتی مشاہدہ کرنے کی دعوت صرف اُسے جاننے کے لئے نہیں بلکہ اُسے گلے لگانے کے لئے ،اُس کے بیش بہا دائمی انعامات پانے کے لئے ہے۔

مذہب اسلام کا نقطہ نظر

مذہب اسلام کی نمائندگی کرتے ہوئے جماعت احمدیہ پیس ویلج کے مربی مکرم مولانا مرزا محمد افضل صاحب نے اپنے خطاب کے آغاز میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف ’’کشتی نوح‘‘ سے مندرجہ ذیل اقتباس پیش کیا۔

’’ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ۔ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں۔کیونکہ ہم نے اُس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اُس میں پائی۔یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھادوں،کس دَف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سُن لیں اور کس دَوا سے میں علاج کروں تا سُننے کیلئے لوگوں کے کان کھلیں۔‘‘

(کشتی نوح۔روحانی خزائن،جلد 19 ،صفحہ 21-22)

آپ نے فرمایا کہ اِن الفاظ کے ساتھ احمدیہ مسلم جماعت کے امام نے ہمیں خدا کے ذاتی مشاہدہ کی دعوت دی،لیکن یہ الفاظ سوا سو سال پہلے لکھے گئے تھے سوال یہ ہے کہ کیا ہم آج کی دنیا میں بھی خدا کا ذاتی مشاہدہ کرسکتے ہیں،اِس کا جواب ایک احمدی مسلمان کی نظر میں یقیناً ’’ہاں‘‘ ہے۔آج بھی بڑی تعداد میں ایسے لوگ موجود ہیں جو اپنی زندگیوں میں خدا کا مشاہدہ کرتے ہیں،خدا تک پہنچنے کے بہت سے طریقے ہیں۔اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

اردو ترجمہ: آنکھیں اُس کو نہیں پاسکتیں ہاں وہ خود آنکھوں تک پہنچتا ہے اور وہ بہت باریک بین اور ہمیشہ باخبر رہنے والا ہے۔

(سورۃ الانعام آیت نمبر 104)

مولانا نے فرمایا کہ اِس کا یہ مطلب نہیں کہ اُس تک رسائی ناممکن ہے۔

سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 187 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

اردو ترجمہ : اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔میں دُعا کرنے والے کی دُعا کا جواب دیتا ہوں ۔جب وہ مجھے پکارتا ہے۔پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبیّک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے ایک اور اقتباس پیش کرتے ہوئے آپ نے خدا سے ذاتی مشاہدہ کے کچھ تجربات حاضرین کے سامنے رکھے اور فرمایا کہ آج بھی ہم میں سے ہر ایک خدا سے ذاتی مشاہدہ کا تجربہ کرسکتا ہے۔

بدھ مت کا نقطہ نظر

بدھ مت کے نقطہ نظر کی وکالت کے لئے Buddha Meditation Centre Toronto کے Bhante Sasanasarana تشریف لائے۔آپ طویل عرصہ سے سری لنکا، وینی پیگ اور اب ٹورانٹو میں روحانی پیشوا کی حیثیت سے کام کررہے ہیں۔پیشہ کے اعتبار سے آپ انجنیئر ہیں اور برطانیہ کی ویسٹ منسٹر یونیورسٹی سے ماسٹر آف سیٹلائٹ کمیونی کیشن انجنیئر نگ کی ڈگری حاصل کرچکے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ گوتم بدھ کی تعلیمات کے مطابق مختلف وقتوں میں پیدا ہونے والی تمام مخلوقات اچھے یا بُرے زمانہ میں ہوتی ہیں اور یہ اُن کے [زبانی ،جسمانی اور ذہنی] اعمال karma پر منحصر ہوتا ہے۔اچھے اعمال اُنہیں اچھے زمانوں /جنّتوں میں پیدا کرتی ہیں جب کہ بُرے اعمال اُنہیں بُرے زمانوں / جہنموں میں دھکیل دیتے ہیں ۔یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم اپنی گذشتہ نیکیوں کی وجہ سے انسانوں کی دنیا میں پیدا ہوئے ہیں،اب ہمارے نیک اعمال کے باعث ہماری پیدائش اعلیٰ زمانوں میں ہوگی،اِس کا مطلب یہ ہوا کہ انسانی شکل میں ہم اپنی روحانی خوبیوں میں اضافہ کررہے ہیں۔

آپ نے بدھ مت کی تعلیمات پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے گیان دھیان کے چار متبرّک اصول بتائے جن پر عمل کر کے ایک صحت مند زندگی گزاری جاسکتی ہے۔گوتم بدھ کے مطابق روحانی مدارج حاصل کرنے کا یہی ایک طریقہ ہے،اُن کی تعلیم کے مطابق خدا کسی لافانی ہستی کا نام نہیں اور اُن کے خدا خالق ہونے کی صفت نہیں رکھتے، اُن کے نزدیک خدا بہت معتبر ہستی کا نام ہے جو اپنے نیک اعمال کی وجہ سے اگلے جنم میں اعلیٰ درجہ کی جنّتوں میں پیدا ہوتے ہیں اور اُن کا یہ سفر جاری رہتا ہے۔

سکھ مذہب کا نقطہ نظر

یاسمین کور Jasmine Kaur سکھ مذہب کی نمائندگی کے لئے مائیک پر آئیں ۔آپ میک ماسٹر یونیورسٹی سے ڈگری یافتہ ہیں اور آج کل میڈیکل کے شعبہ میں پیشہ ورانہ تعلیم حاصل کررہی ہیں،سکھ مذہب سے عملی وابستگی 2013ء سے شروع ہوئی۔آپ کینیڈا کے علاوہ امریکہ اور برطانیہ کے متعدد بین المذاہب پروگراموں میں حصہ لے چکی ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ خدا کی ہستی کا ذاتی مشاہدہ آج بھی وہیں ہوتا ہے جہاں آج سے ہزاروں سال پہلے ہوتا تھا۔وہ ہمارے بہت قریب ہے لیکن ہم اُسے ڈھونڈتے رہتے ہیں،وہ ہمارے اندر ہی ہے،اکثر لوگ اپنے اندر کی دنیا سے ناآشنا رہتے ہیں،لہٰذا یہ کسی شخص پر منحصر ہے کہ وہ اپنے اندر کی حقیقتوں سے کتنا متعارف ہوتا ہے۔

خدا کی ہستی دراصل کیا ہے؟ اور ہم کیوں اُس کا مشاہدہ کرنا چاہتے ہیں،ہم تمام عمر امن، آشتی اور روحانی سکون کی تلاش میں رہتے ہیں، ہم ہمیشہ دائمی خوشیوں کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں لیکن خوشیاں ہم سے دور ہوجاتی ہیں۔سکھ مذہب کے بانی گورو بابا

نانک دیو جی فرماتے ہیں کہ دائمی روحانی سکون صرف خدا کی پہچان نہیں ہے بلکہ ہماری بھی ہے ۔ہم اُسے باہر کی دنیا میں ڈھونڈتے ہیں لیکن اپنے اندر نہیں جھانکتے۔

گوروگرنتھ صاحب جی کے خیال میں مقدس صحیفوں کے مطابق عددی ہندسہ ایک سے شروع کرتے ہیں۔آپ فرماتے ہیں کہ تمام حقائق کا منبع توحید کا نظریہ ہے جسے ہم خدا یا واہے گورو کہتے ہیں ،اگر خدا ایک ہے تو ہم مادی حیثیت میں کبھی اُس سے مل نہیں سکتے یا حاصل نہیں کرسکتے۔خدا تمام علوم کی جاننے والی ایک لافانی روحانی سکون اور بنیادی سچائی ہے۔ایک کامل سچائی جو آتما کہلاتی ہے۔

بہائی مذہب کا نقطہ نظر

خدا کے ذاتی مشاہدہ سے متعلق بہائی نقطہ نظر بیان کرنے کے لئے Jellayna Palmer تشریف لائیں ۔آپ ایک اعلیٰ مضمون نگار اور مشہور کالم نگار ہیں۔آپ کے مضامین کا ایک مجموعہ "Personal Path Practical Feet" شائع ہو چکا ہے۔آپ کا تعلق واٹرلو سے ہے۔حیفہ (اسرائیل) کے بہائی ورلڈ سنٹر میں آٹھ سال تک رضا کارانہ خدمات انجام دیتی رہی ہیں۔

بہائی مذہب تمام مذاہب کی اہم خوبیوں اور تمام لوگوں میں اتحاد اور مساوات کی تعلیم دیتا ہے۔ابتداء میں اِس کی تشکیل ایران اور مشرق وسطیٰ میں 1863ء میں بہاء اللہ کے ذریعہ ہوئی۔کینیڈا میں بہائی مذہب 1898ء سے فعّال ہے۔

آپ نے فرمایا کہ جب میں آج کے موضوع پر غور کرتی ہوں تو میرے سامنے عصر حاضر کی مشکلات آجاتی ہیں، جیسے شدید موسمی حالات، ماحولیاتی تنزل، تفرقہ پیدا کرنے والی سیاست، نسلی عداوت، غربت اور دولت کی بہتات اور دیگر معاشرتی برائیاں وغیرہ۔لہٰذا ہم یہ نتیجہ نکالے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ہم اعتدال سے تجاوز کرنے والے متروک معاشرے کی ہنگامہ آرائی کا مشاہدہ کررہے ہیں۔ ہمیں اس بات کا احساس بھی ہے کہ ہمیں ہدایت کے لئے کسی نظریہ کی عملی شکل کی ضرورت ہے۔یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ہم ٹوٹ پھوٹ کے دوران تعمیری عمل کا مشاہدہ کریں۔ہمارے کام میں خوداعتمادی پیدا ہو جائے اور ہم حقیقی ترقی کی طرف گامزن ہوں۔اُنہوں نے فرمایا کہ میں یقین رکھتی ہوں کہ اِس تسلسل میں بہاء اللہ کی تعلیمات بہت مؤثر ہوسکتی ہیں۔اُنہوں نے دنیا کے مشاہدے کو خدا تعالیٰ کی موجودگی کا مظہر بتایا۔فطرت میں تبدیلی کی دریافت، مسائل کو حل کرنے کے نئے طریق اور ہمارا آپس میں تعلق کا علم یہ سب ایک متحدہ دنیا کی ترقی کے شواہد ہیں۔

قدیم روایتی مذاہب کا نقطہ نظر

قدیم روایتی مذاہب کا نقطہ نظر پیش کرنے کے لئے ہملٹن ریجنل انڈین سنٹر کی Brenda Jacobs تشریف لائیں۔آپ اِس سنٹر میں کلچرل ریسورس کی رابطہ کار ہیں۔قدیم روایتی کمیونٹی میں مڈوائف بھی ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ روایتی مذاہب میں خدا کے مشاہدہ کا محور مندرجہ ذیل نظریات ہوتے ہیں:

صبح کا آغاز، خالق کی دنیا اور تخلیق کی کہانی۔جو زمین سے شروع ہوئی، انسان کے چار رنگ، پیدائش۔تقدس، زندگی کا دائرہ ،موت، آخری ادوار ،آباؤاجداد سے تعلق، خالق کے انعامات، زمین سے تعلق، امن، طاقت، نیکی اور دھرتی ماں پر ہمارے قدم۔

آپ نے فرمایا کہ کیا خدا کا مشاہدہ ممکن ہے؟ روایتی مذاہب اِس کا جواب ہاں میں دیتے ہیں یہ جواب کسی بھی رنگ اور شکل میں ہوسکتا ہے۔خواب خالق سے تعلق کا ایک ذریعہ ہیں خاص طور پر جب ہم جواب کے طالب ہوں۔ہمارے روایتی تمباکو کا دھواں جب اوپر اُٹھتا ہے تو ہمارے الفاظ خالق تک لے کر جاتا ہے۔

یہودی مذہب کا نقطہ نظر

کیمبرج شہر کے Dr.Daniel Maoz جو Wilfred Laurier University کے ریزیڈنس سکالر ہیں اور مانٹریال کی Concordia یونیورسٹی کے ریسرچ ایسوسی ایٹ ہیں۔آپ نے ماسٹرز اور ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں فرانس میں حاصل کیں۔ڈینیل کچنر۔واٹرلو کی آرتھوڈکس اینڈ ریفارم جوئش کمیونٹیز کے ممبر ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ جیسے یہودی مذہب کا خلاصہ روایات کے بغیر اخذ کرنا مشکل ہے اسی طرح یہودی مذہب کے بنیادی خیالات کے بارے میں گفتگو کا راستہ نکالنا بھی آسان نہیں، کیونکہ یہودی لوگ خدا کے بارہ میں کیسے سوچتے اور بات کرتے ہیں اس پر کافی پابندیاں ہیں مثلاً عبرانی بائبل واضح طور پر بیان کرتی ہے کہ خدا کا تصویری خاکہ نہیں بنایا جاسکتا اور نہ ہی اُس کی ذہنی تصویر بنائی جاسکتی ہے، ایسی صورت میں کوئی شخص کیسے خدا کے بارہ میں سوچ سکتا ہے یا بات کرسکتا ہے۔ یہودی مذہب میں زمین یا زمین کی گہرائیوں، آسمان کی بلندیوں یا سمندروں کے حوالہ سے بھی خدا کا تصور منع ہے۔اِس لئے میں اِس موضوع پر یہودی نقطہ نظر بیان کرنے کے لئے Chabad عقائد کا سہارا لوں گا جو یہودی مذہب میں ایک مقبول اور پُر اثر روحانی کمیونٹی ہے۔اُن کے خیال میں خدا کا مشاہدہ دنیا میں ہر طریقہ سے ہر جگہ ہوسکتا ہے لیکن جب وہ خدا کے بارہ میں بات کرتے ہیں یا اُس کے مشاہدے کی بات کرتے ہیں تو یہودی مذہب کے مطابق بہت پیچیدہ اور فلسفیانہ قسم کی بحث ہے۔Chabad کا لفظ تین بنیادی باتوں عقلِ سلیم، فہم و فراست اور علم سے اخذ کیا گیا ہے جو اس عقیدہ کے دانشورانہ پہلو کو اُجاگر کرتا ہے۔اگر آج کے موضوع کو یہودی فلسفہ اور تصوّف کی نظر سے دیکھا جائے تو دوسرے مذاہب کے برعکس خدا کی غیر موجودگی اور خاموشی پر غور کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔اِس سوچ کا ایک جزو، یہ نظریہ ہے کہ خدا کوئی چیز نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ سوچ اُس کی ہستی کو محدود کردے گی۔

ہندومت کا نقطہ نظر

برہمارشی مشن آف کینیڈا کی سوامی ہری پریا پری واریکا Swami Haripriya Parivrajika کانفرنس میں موضوع پر ہندومت کا نقطہ نظر پیش کرنے کے لئے تشریف لائیں۔

آپ نے ہالینڈ کی Rijks University of Leiden سے فلسفہ میں ماسٹر ڈگری حاصل کی۔آپ نے بھارت میں سنسکرت کا مطالعہ کیا، روحانی ریاضت اور یوگا بھی کرتی رہیں، 2001ء سے آپ برہمارشی مشن آف کینیڈا میں اپنے دھرم کا پرچار کرتی ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ ہندومت کسی مذہب یا عقیدہ کا نام نہیں ہے دراصل ہمارے مذہب کا نام سناتن دھرم ہے، جس کا مطلب ہے، ''زندگی گزارنے کا طریق''۔اس کی بنیاد سائنس اور فلسفہ ہیں، سناتن کے معنی ہیں دائمی اور دھرما کا مطلب ہے پاکبازی۔اپنے عقیدہ کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ مجھے آج کا موضوع بہت پسند آیا، ہمارے عقیدہ کے مطابق کوئی شخص نہ ہی خدا کو جان سکتا ہے نہ ہی سمجھ سکتا ہے لیکن خدا کی ذات کا مشاہدہ یقیناً کرسکتا ہے۔سناتن دھرم دراصل مشاہدہ کا ہی دوسرا نام ہے، کسی کو خدا کی ہستی پر یقین کرنے کے لئے مجبور نہیں کیا جاتا، ہمارے مقدس صحیفے بھی یہی کہتے ہیں، ہر شخص کو حقائق کے سمجھنے اور سمجھ کا راستہ اختیار کرنے کی آزادی ہے۔اگر ہم اپنی ضرورت، دلچسپی اور استطاعت کے مطابق خدا کی عبادت کریں تو خدا کا مشاہدہ بہت آسان ہے۔خدا کوئی ایسی اعلیٰ ترین ہستی نہیں جو آسمانوں میں رہتی ہے۔خدا ایک جاری وساری، حاضر و ناظر اور قادر مطلق وجود ہے، وہ ہر جگہ موجود ہے۔

خدا کا ذاتی مشاہدہ کرنے کے لئے آپ نے ست چِڈ آنند، یوگا اور منترا کے تجربات کا مشورہ بھی دیا۔ خطاب کے آخر میں آپ نے فرمایا کہ خدا کا ذاتی مشاہدہ کرنے کا سب سے بہترین طریقہ خدا سے محبت ہے۔

آپ نے اس پہلو سے سناتن دھرم کے مقدس صحیفوں سے بہت سے حوالہ جات بھی پیش کئے۔

غیر مذہبی عقائد کا نقطہ نظر

غیر مذہبی عقائد کے نمائندہ Sassan Sanei سوسائٹی آف فری تھنکرز سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ نے واٹرلو یونیورسٹی سے فلسفہ اور الیکٹریکل انجینئرنگ کی ڈگری حاصل کی۔ ٹیکنالوجی سیکٹر میں کام کرتے ہیں۔ Humanist Canada کے بورڈ آف ڈائریکٹر میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ میں انسان دوستی کا قائل ہوں اور خدا پر یقین نہیں رکھتا لیکن ایسے معاشرہ میں رہتا ہوں جہاں مجھ سے توقع کی جاتی ہے کہ میں کسی نہ کسی طرح اُس کے وجود کو تسلیم کروں۔ خواہ وہ چارٹر آف رائٹس آف فریڈم ہو، کینیڈین قومی ترانہ کے الفاظ یا ایسے ٹیکسوں کی ادائیگی ہو جو عیسائی سکولوں کی کفالت کے لئے استعمال ہوں۔ آج کی دنیا میں خدا کا مشاہدہ ہم سب ہی کرتے ہیں خواہ وہ لادین ہی ہوں۔ لہٰذا آج کی تقریب میں میری موجودگی اپنا جواز رکھتی ہے۔ خدا کو ماننے والے یہ تنبیہہ کرتے ہیں کہ اُس کا انکار کر کے ہم موردِ سزا ہوں گے، لیکن ہمیں یقین ہے کہ پیار کرنے والا خدا اپنی ہی مخلوق کو تکلیف نہیں دے گا۔

آپ نے فرمایا کہ ایک غیر مذہبی شادی کے دوران ایک مہمان نے مجھ سے پوچھا کہ خدا سے دائمی محبت کے بغیر دو انسان کیسے ایک دوسرے سے دائمی محبت کا اظہار کر سکتے ہیں، میں نے اُسے یاد دلایا کہ مذہبی رسوم اور شادی کے لائسنس نئے زمانے کی اختراع ہے، اگر تاریخ کے پس منظر میں دیکھا جائے تو دو خاندانوں میں شادی کے معاہدہ کا بنیادی مقصد دولت، طاقت اور جائیداد کے استحکام کے علاوہ کچھ نہیں۔ خدا یا پیار و محبت کا اس سے بہت کم تعلق ہے۔ آج کے دور میں جب دو انسان دوست افراد شادی کے بندھن میں داخل ہوتے ہیں تو وہ کسی معاشرتی روایات یا توقعات کے دباؤ کے تحت ایسا نہیں کرتے بلکہ محض دو افراد کی باہم محبت کی وجہ سے کرتے ہیں۔

آپ نے اخلاقیات، آزادانہ سوچ، کینیڈا کے جمہوری نظام، سائنس اور ٹیکنالوجی کے حوالہ سے بھی موضوع پر بات کی۔

اختتامی حصہ اور سوال و جواب کی ایک دلچسپ محفل

کانفرنس کا سب سے دلچسپ حصہ سوال و جواب کی محفل تھی جو 45 منٹ تک جاری رہی اِس حصہ میں میر مجلس Phil Allt نے نمائندگان سے حاضرین کے جمع شدہ سوالوں میں سے وقت کی تنگی کے باعث صرف ایک ایک سوال کیا۔ آخر میں ورلڈ ریلیجن کانفرنس کی آرگنائزنگ کمیٹی کے صدر محترم نعمان مبشر صاحب آرگنائزنگ کمیٹی کے ممبران، 70 سے زائد والنٹیئرز، نمائندگان اور میڈیا کے تمام ارکان کا شکریہ ادا کیا۔

محترم امیر صاحب نے مذاہب کے نمائندگان اور میر مجلس کو اعزازی تختیاں پیش کیں اور اجتماعی دُعا کے ساتھ 38 ویں مذاہب عالم کانفرنس کے اختتام کا اعلان کیا۔

اِس تقریب میں 640 کے قریب حاضرین شامل ہوئے جس میں اکثریت غیر مسلم احباب و خواتین کی تھی۔

اِس کانفرنس کی مکمل کاروائی ویب سٹریم پر دیکھی اور سُنی گئی۔ اِس کے علاوہ تقریب کے بعد پرنٹ میڈیا، ریڈیو اور ٹی وی چینلز نے بڑے مؤثر انداز میں تقریب کی رپورٹ پیش کی۔

اِس کانفرنس کی مکمل ویڈیو درج ذیل ویب سائٹ پر دیکھی اور سنی جاسکتی ہے۔

www.worldreligionsconference.org

کانفرنس کے بارہ میں حاضرین کے چند تاثرات

ورلڈ ریلیجن کانفرنس میں دلچسپی رکھنے والے بہت سے احباب و خواتین نے تقریب کے بارہ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا جن میں سے چند تاثرات قارئین کے افادۂ عام کے لئے پیش کئے جا رہے ہیں:

Alice Da Costa

سوال و جواب کی محفل سے ہمیں مذہب کے بارہ میں عام معلومات اور اہم نکات کا پتہ چل جاتا ہے۔ بہت ہی دلچسپ اور معلوماتی پروگرام تھا۔ میں نے بہت کچھ سیکھا۔

Bernard Homier

اِس ہال میں جو کچھ سُنا اور دیکھا، اِس کے علاوہ لوگوں سے ملاقاتیں مجھے بہت پسند آئیں۔ جو لوگ اِس تقریب کو ترتیب دیتے ہیں اور اِس کا انتظام کرتے ہیں، وہ اس ذمہ داری کو بہت خوبی سے انجام دیتے ہیں۔ میں نے کسی قسم کی کوئی گھبراہٹ نہیں دیکھی۔

بہت خوب! جماعت احمدیہ کی یہ کارکردگی مجھے بہت پسند آئی۔

Parschotawlal Goyal

مجھے تمام مقررین کی تقاریر پسند آئیں۔ بہت قابلِ فہم اور پُرجوش تھیں۔ انسانیت کے بارہ میں بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔ ایسی کانفرنس آئندہ بھی جاری رکھیں تاکہ ہمیں مختلف مذاہب کو سمجھنے میں مدد مل سکے۔

Sharon Wigle

مجھے یہ تقریب بہت دلچسپ لگی۔ بہت سے مذاہب کے بارہ میں حقائق جان کر بہت اچھا لگا۔ میرے خیال میں میرے لئے سب سے زیادہ حیران کن بات ہمارے چند مشترکہ عقائد ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ بہتر سمجھ بوجھ خدا تعالیٰ کی تمام مخلوق کو زیادہ احترام کا سبق دیتی ہے۔

Esther-Mennonite Church

مجھے کچھ مقررین کی طرف سے نو مذاہب میں مشترکہ عقائد اور اُن کی عملی شکل کے بارہ میں جان کر بڑا لطف آیا۔ دوسروں کے عقائد کے لئے احترام اور برداشت کا جذبہ پایا جاتا ہے۔ جو بہت اچھی بات ہے۔ بڑی تعداد میں نوجوانوں کی شرکت اور انتظام میں مدد قابلِ ستائش ہے۔

Janet Cundall

مجھے تقریب میں بین المذاہب ہم آہنگی بہت اچھی لگی۔ بڑے خلوص اور والہانہ وابستگی سے خدمت کی گئی۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس بین المذاہب کانفرنس کو بنی نوع انسان کے لئے رشد و ہدایت کا ذریعہ بنادے۔ آمین

مکرم پروفیسر صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب

ایم۔اے، ڈی لٹ

کی وفات پر تاریخی قطعہ

ناصرؒ دیں کے وہ تھے لختِ جگر
خدمتِ دیں میں کمربستہ رہے
آسمانوں سے بلاوا آگیا
آہ! مرزا ''انس بھی رخصت ہوئے''

1440 ہجری

(مکرم عبدالکریم قدسی صاحب، 17 دسمبر 2018ء)

Bhantge Sasanasarana

Muhammad Afzal

Michael H. Clifton

Brenda Jacobs

Jaellayna Palmer

Jasmine Kaur

Sassan Sanei

Swami Haripriya Parivrajika

Dr. Daniel Maoz

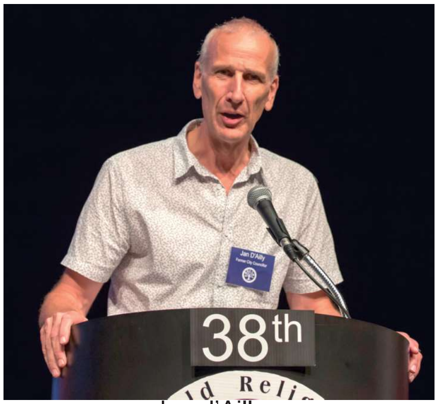

Jan d'Ailly -
Former City of Waterloo Councillor

Bardish Chagger - MP

Raj Saini - MP

38th
World Religions Conference
University of Waterloo

38th
World Religions Conference

Daniel Maoz
Brenda Jacobs
Jaellayna Palmer
Jasmine Kaur
Bhante Sarana
Afzal Mirza
Experiencing GOD in Today's World

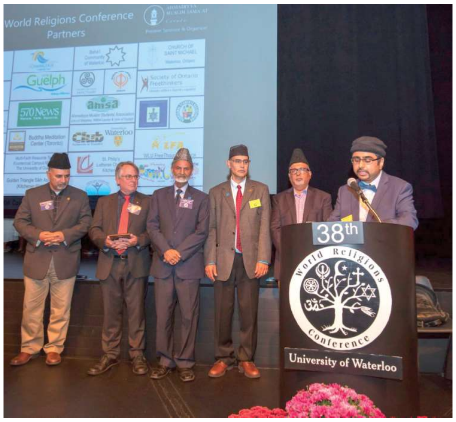
World Religions Conference
Partners
Guelph
38th
World Religions Conference
University of Waterloo

واٹرلو (اونٹاریو) میں ہونے والی 38 ویں بین المذاہب کانفرنس کے موقع پر اہم پیغامات

وزیرِاعظم کینیڈا کا پیغام

16 ستمبر 2018ء

عزیز دوستو!

مجھے واٹرلو یونیورسٹی میں ہونے والی 38 ویں ورلڈ ریلیجنز کانفرنس میں شریک ہونے والے تمام افراد کا گرمجوشی سے خیرمقدم کرتے ہوئے بڑی خوشی ہورہی ہے۔

یہ تقریب مختلف عقائد اور پس منظر سے منسلک افراد کے شعور کو پروان چڑھاتی ہے، احترام اور مذہبی تنوع پیدا کرتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آج کے مقرّرین جن حقائق کو پیش کریں گے اُن سے روشن خیالی اور فکر انگیزی کو بڑھاوا ملے گا۔

مذاہب کے مابین ہم آہنگی کی افزائش سے آپ کی وابستگی اور وفاشعاری کے لئے میں تمام حاضرین کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ میں انتظامیہ کی کوششوں کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں، جن کی محنت اور کوشش نے اس تقریب کی کامیابی کو یقینی بنایا۔

برائے مہربانی ایک پُر لطف اور سیر حاصل اجتماع کے لئے میری نیک تمناؤں کو قبول فرمائیں۔

مخلص

رائٹ آنریبل جیسٹن پی۔ جے۔ ٹروڈو

وزیرِاعظم کینیڈا

واٹرلو ریجن کے چیف آف پولیس کا پیغام

ستمبر 2018ء

تمام حاضرین کے لئے

واٹرلو ریجنل پولیس سروس کی جانب سے مجھے آپ سب کو 38 ویں ورلڈ ریلیجنز کانفرنس میں خوش آمدید کہتے ہوئے بہت خوشی ہورہی ہے، جو کینیڈا میں اپنی نوعیت کے اعتبار سے سب سے بڑی بین المذاہب کانفرنس ہے۔ آج یہاں دانشور نو مختلف عقائد اور فلسفیانہ روایات کی نمائندگی کریں گے۔ یہ تقریب واقعی قابلِ ستائش ہے۔ اس لئے کہ ایسے اجتماع امن اور ہم آہنگی کی افزائش کرتے اور ہماری کمیونٹی میں روابط کو مضبوط کرتے ہیں۔

یہ کانفرنس بلاتفریق مذہب وعقیدہ سب کے لئے موقع فراہم کرتی ہے تاکہ اکٹھے ہو کر فکر انگیز گفتگو میں حصہ لیں جس سے علمی مباحثہ کی تخلیق ہوگی۔ ہم سب کے لئے یہ سمجھنے کا موقع ہے کہ ہمارے اختلافات ہی ہمیں متحد اور مضبوط کرتے ہیں۔ یہ ایک خوشی کا موقع ہے، اِن اختلافات کو قبول کرنے اور اُن کے بارہ میں اپنے علم کو وسیع کرنے کا موقع ہے۔ مل کر کام کرنے سے اور اپنے تمام نادر عقائد کو سمجھنے سے، ہم اپنے ملک کو نہ صرف مضبوط اور محفوظ بناتے ہیں بلکہ ساری دنیا اس کی تعریف کرتی ہے۔

ہم بہت خوش نصیب ہیں کہ ایک ایسی جگہ میں رہتے ہیں جہاں مختلف عقائد اور مذاہب کو نہ صرف سمجھا جاتا ہے بلکہ اُن کا احترام کیا جاتا ہے۔ ایسی ہی تقریبات ہیں جن سے قبولیت اور سمجھ بوجھ کی اہمیت کا ادراک ہوتا ہے تاکہ ہم مل جل کر ہم آہنگی کے ساتھ زندگی گزار سکیں۔ اِس تقریب کے دوران آپ معروف دانشوروں سے بہت سے موضوعات پر تقاریر سُنیں گے اور میں آپ کی حوصلہ افزائی کرتا ہوں کہ گفتگو میں حصہ لیں، اپنے خیالات میں شریک کریں اور مل جل کر کام جاری رکھیں تاکہ ہر شخص کو یقین ہو جائے کہ وہ عبادت بجالاتے ہوئے خود کو محفوظ محسوس کرتا ہے اور اپنے ذاتی خیالات میں دوسروں کو شریک کرسکتا ہے۔

میں تمام منتظمین، یونیورسٹی کے شعبہ جات، سٹاف اور رضاکاروں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جن کے بغیر اِس کانفرنس کا انعقاد ممکن نہ تھا۔ میں تمام حاضرین کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو آج اس تقریب میں شامل ہوئے جن کی لگن اور وابستگی نے ایک ایسا ملک تعمیر کیا جہاں لوگ امن اور اتحاد کے ساتھ اپنی زندگیاں گزار سکتے ہیں۔

آپ کا مخلص

برائن ایم۔ لارکن

چیف آف پولیس

یونیورسٹی آف واٹرلو کے صدر اور وائس چانسلر کا پیغام

16 ستمبر 2018ء

ہیلو اور یونیورسٹی آف واٹرلو کی طرف سے ہمارے کیمپس میں

خوش آمدید

ہماری یونیورسٹی آپ کا خیر مقدم کرتی ہے یہ ایک متنوع مقام ہے جہاں خیالات اور عقائد کی تحقیق اور افزائش کا موقع دیا جاتا ہے۔ ہمارا تجربہ بتاتا ہے کہ امن اور خوشحالی صرف اُس صورت میں ممکن ہیں جب ہر شخص کو یکساں آزادی حاصل ہو۔ ہم ایک مضبوط کمیونٹی اس لئے تشکیل دے سکے ہیں کیونکہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ ہمارے ممبرز کو اُن کے ضمیر کی آواز اور خیالات کے اظہار کی آزادی کا حق حاصل ہے۔

ورلڈ ریلیجنز کانفرنس کا ایک ایسی جگہ پر انعقاد جہاں مختلف عقائد اور خیالات ایک آزاد اور تعمیری فضا میں بانٹے جاسکتے ہوں یونیورسٹی آف واٹرلو کی بہت سی اقدار کی ایک مثال ہے۔

میں اِس کانفرنس میں شامل تمام افراد جو اپنے تجربات اور خیالات بانٹ رہے ہیں، کے لئے نیک تمناؤں کا خواہش مند ہوں اور اُمید کرتا ہوں کہ آپ اِس دوران ہمارے حیرت انگیز کیمپس کا لطف اُٹھائیں گے۔

مخلص

Feridun Hamdullahpur

صدر اور وائس چانسلر

یونیورسٹی آف واٹرلو

ریجنل میونسپلٹی آف واٹرلو کی چیئر کا پیغام

16 ستمبر 2018ء

ورلڈ ریلیجنز کانفرنس میں ہمارے دوستوں کے لئے

آج کی دنیا بہت سی پریشانیوں اور مسائل کا شکار ہے جو ہمیں مجبور کرتی ہیں کہ اس بات کا جائزہ لیں کہ ہمارے گردوپیش کیا ہو رہا ہے۔ ہم کہاں ہیں، ہم کیا سوچتے ہیں، اور ہم کیا کرتے ہیں۔ ہمیں اِن مشکلات کا بھی سامنا ہے کہ ان کے جواب تلاش کریں یا کم از کم صحیح سمت متعین کریں جب ہم یہ سوچتے ہیں کہ مستقبل ہمیں کہاں لے جائے گا۔

بہت سے لوگوں کے لئے روحانی زندگی ہی روزمرہ کا کلیدی جزو ہے، روحانیت کی بنیاد اکثر اس امر پر ہوتی ہے کہ وہ اپنی زندگی میں خدا تعالیٰ کے مشاہدہ کا اظہار کیسے کرتے ہیں، لہٰذا آپ نے بہت مناسب وقت پر آج کے موضوع ’’ آج کی دنیا میں خدا تعالیٰ کے ذاتی مشاہدہ کے اظہار" کا انتخاب کیا۔

اتنی بڑی تعداد میں لوگوں کو ہر سال اکٹھا کر کے یہ سمجھانے کا شکریہ کہ اکثر اوقات ہم سب کی زندگیوں میں ایک قدر مشترک موجود ہے۔ آنے والے دنوں کی مشکلات کو دیکھتے ہوئے میں اُمید کرتا ہوں کہ آج کا دن لوگوں کو مزید قریب لانے میں ہماری مدد کرے گا۔

نیک تمناؤں کے ساتھ

Ken Seiling

ریجنل چیئر

بقیہ از احمدیوں سے پاکستان کی شان

تحریکِ پاکستان کے معروف رکن اور سابق وزیر و سفیر سعید احمد کرمانی صاحب کے الفاظ میں:

رائٹ مین: ’ قائد اعظم نے رائٹ مَین فار رائٹ جاب، جناب ظفر اللہ خان کی چائس بھی قائد اعظم کی تھی۔ظفر اللہ خان قیام پاکستان کے موقعہ پر نواب آف بھوپال کے آئینی مشیر تھے۔قائد اعظم نے بلایا کہ آپ باؤنڈری کمیشن کے آگے مسلم لیگ کا کیس آرگو کریں۔ وہاں سے اچھی خاصی تنخواہ اور مراعات چھوڑ کر آگئے ‘۔

صدیوں بعد:

’چوہدری محمد ظفر اللہ خان بڑے آدمی تھے ۔۔۔ سر ظفر اللہ جیسا آدمی صدیوں بعد پیدا ہوگا۔ بُرا نہ منائیں۔ سر ظفر اللہ صدیوں بعد پیدا ہوگا‘۔

روضہ ٔ اقدس کے اندر:

’شاہ فیصل ... ظفر اللہ خان کے عاشق تھے۔ انہوں نے چوہدری ظفر اللہ خان کو حضور ﷺ کے روضۂ اقدس کے اندر جانے کی اجازت دی‘۔

(ماہنامہ قومی ڈائجسٹ اگست ۲۰۰۲ء صفحہ ۳۰ بحوالہ تعمیر و ترقیٔ پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار از پروفیسر محمد نصر اللہ راجا، صفحہ ۱۰۱، ۲۴۱ اور ۲۴۳)

دیو قامت:

’اقوام متحدہ وہ جگہ ہے جہاں دنیا کے بہترین اہل دماغ آتے ہیں اور سر ظفر اللہ جیسی ہستی بہت کم دیکھنے میں آتی ہے۔ وہ دیو قامتوں میں یقیناً ایک دیو قامت شخصیت رکھتے تھے‘۔

(خونناب کشمیر از فضل احمد صدیقی ایم اے صفحہ ۲۴۷ بحوالہ تعمیر و ترقیٔ پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار از پروفیسر محمد نصر اللہ راجا، صفحہ ۱۸۲، طبع سوم ۲۰۰۹ء)

(باقی آئندہ۔ جاری ہے)

خدایا! سالِ نو میں ہم پہ رحمت کی نظر رکھنا

محترمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ

گذرتے سال کی سانسیں اُکھڑتی جا رہی ہیں
نشاں زخموں کے اس کے ہر رگ و ریشے پہ ہیں عرشی
یہ آگ اور خون کے دریاؤں میں ڈوبا کبھی اُبھرا
دھاکوں سے بہت جھلسا ہے اس کا کاسنی چہرہ
کسی سیلِ بلا میں بہہ گیا ہے پیرہن اس کا
بدلتے موسموں نے روند ڈالا بانکپن اس کا

خدایا! سالِ نو میں ہم پہ رحمت کی نظر رکھنا
کرم کرنا ہمیں اپنی نظر میں معتبر رکھنا
تری شوکت لپک کر آئے ہم بے اختیاروں تک
تری تبلیغ جا پہنچے زمیں کے سب کناروں تک

مکرم خضر حیات صاحب، شعبہ جائیداد کینیڈا کے مسجد فنڈ میں عطیات دینے والے ننھے مجاہدین دائیں سے بائیں: شمائلہ حفیظ، انصاف احمد جاذب، مکرم امیر صاحب، ثمر حیات (17 ستمبر 2018ء)

اعلانات

احباب جماعت سے گزارش ہے کہ گزٹ میں شائع کروانے کے لئے اعلانات جلد از جلد لکھ کر بھجوایا کریں۔ نیز اعلانات مختصر مگر جامع اور مکمل ہوں۔ براہ کرم اپنا مکمل پتہ اور ٹیلی فون یا سیل نمبر ضرور لکھیں

تقریباتِ شادی خانہ آبادی

☆ مکرم ندیم میاں صاحب و محترمہ درعجم حمدیٰ طاہر صاحبہ

14 اپریل 2017 ء کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے محترمہ عزیزہ درعجم حمدیٰ طاہر صاحبہ اور مکرم محمد ندیم میاں صاحب، وان کے نکاح کا اعلان مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب مشنری جماعت احمدیہ کینیڈا نے مسجد بیت الاسلام میں نماز جمعہ کے بعد بعوض پچیس ہزار کینیڈین ڈالر($25,000)حق مہر پر فرمایا۔

محترمہ درعجم حمدیٰ طاہر صاحبہ، مکرم کریم احمد طاہر صاحب اور محترمہ امتہ الرفیق طاہرہ صاحبہ سابقہ صدر لجنہ اماء اللہ کینیڈا کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں اور مکرم محمد ندیم میاں صاحب، مکرم محمد نعیم میاں صاحب اور محترمہ مبارکہ میاں صاحبہ کے صاحبزادے ہیں۔

مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب نے دونوں خاندانوں کا تعارف کروایا اور ایجاب وقبول کے بعد دعا کروائی کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ ہر لحاظ سے بہت بابرکت فرمائے، آمین۔

تقریب رخصتانہ

3 جنوری 2018 ءکو تقریب رخصتانہ منعقد ہوئی، جس کا اہتمام مکرم کریم احمد صاحب طاہر نے کنویشن سینٹر گیٹ وے کے وسیع ہال میں کیا۔ باوجود شدید سردی کے کینیڈا کے مختلف شہروں سے دوست احباب تشریف لائے اور شرکت کی۔

تقریب کا آغاز قرآن مجید کی سورۃ الفرقان کی آیات 73 تا 78 کی تلاوت سے ہوا۔ ان آیات کریمہ کے ترجمے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعائیہ اشعار خوش الحانی سے پڑھے گئے۔

اس موقع کے لئے مکرم مولانا عطاالمجیب راشدؔ صاحب امام مسجد فضل لندن نے اپنی بھانجی محترمہ درعجم حمدیٰ صاحبہ کے لئے ایک دعائیہ نظم لکھی تھی جو مکرم لطیف احمد انور صاحب نے انگریزی ترجمہ کے ساتھ پڑھی۔

آخر میں مکرم عطاالمجیب راشد صاحب امام مسجد لندن نے جو خاص طور پر اس موقع کے لئے تشریف لائے تھے، دعا کروائی۔

دعوت ولیمہ

مورخہ 5 جنوری 2018 ء بروز جمعۃ المبارک مکرم نعیم میاں صاحب نے اپنے صاحبزادے مکرم محمد ندیم میاں صاحب کی دعوت ولیمہ کا اہتمام وڈبائن بنکوٹ ہال میں کیا، جس میں کثیر تعداد میں مہمان شریک ہوئے۔ اس موقع پر بھی مکرم مولانا عطاالمجیب راشد صاحب نے ہی دعا کروائی۔

یاد رہے کہ دولہا مکرم محمد ندیم میاں صاحب، مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب کے نواسے اور دلہن محترمہ درعجم حمدیٰ طاہر صاحبہ خالدِ احمدیت حضرت مولانا ابوالعطاء جالندھری صاحبؓ مرحوم کی نواسی ہیں۔

دعائیہ اشعار

برموقع رخصتانہ عزیزہ حمدیٰ طاہر سلمہا 3 جنوری 2018ء

لو جاؤ پیاری حمدیٰ ، اللہ رہے نگہباں
رحمت کا سایہ ہر دم ، ہر آں رہے فراواں
ماں باپ کی دعائیں ،تم لے کے جا رہی ہو
اس روشنی سے ہر دم، گھر میں رہے چراغاں
اللہ ہی ہے ہمارا ، اللہ ہی ہو تمہارا
اس کی رضا کی خاطر، پھیلاؤ دست و داماں
رکھنا مقدم دیں کو ، دنیا کی ہر متاع پر
ہے یہ ہمارا وعدہ ، اوجھل نہ ہو یہ فرماں
باہم ہو پیار و الفت ، اِک دوسرے سے بڑھ کر
اس راز کو سمجھنا ، رہنا تم اس پہ نازاں
ہر دن چڑھے مبارک ، ہر لمحہ لمحہ سعادت
ہو رحمتوں کی بارش، پورے ہوں سارے ارماں
احباب سارے آئے ،تو نے یہ دن دکھائے
سن لے تو سب دعائیں ، ربِّ رحیم رحماں

(مکرم مولانا عطاالمجیب راشد صاحب)

☆ مکرم طلحہ چوہدری صاحب و محترمہ خولہ میاں صاحبہ

خدا تعالیٰ کے فضل سے مکرم میاں محمد نعیم صاحب اور محترمہ مبارکہ میاں صاحبہ، وان کی صاحبزادی محترمہ خولہ میاں صاحبہ کا نکاح امریکہ کے مکرم امام طلحہ چوہدری صاحب ابن مکرم مبشر چوہدری صاحب و محترمہ قانتہ چوہدری صاحبہ امریکہ سے بعوض پانچ ہزار کینیڈین ڈالر ($50,000)حق مہر پر تجویز ہوا۔

10 اکتوبر 2016 ءکو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں ظہر وعصر کی نمازوں کے بعد ازراہِ شفقت اس نکاح کا اعلان فرمایا۔

تقریب رخصتانہ

مورخہ 31 اکتوبر 2018ء کو مکرم میاں محمد نعیم صاحب نے اپنی صاحبزادی کی رخصتانہ کی تقریب کا اہتمام کنونشن سینٹر بریمپٹن میں کیا۔ جس میں مقامی احباب، بعض دور دراز شہروں سے آئے ہوئے اعزہ واقارب اور امریکہ سے آئی ہوئی بارات کے مہمانوں نے شمولیت کی۔ اس موقع پر تلاوت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعائیہ منظوم کلام کے بعد مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ نے اس رشتہ کی کامیابی کے لئے دعا کرائی۔ اور مہمانوں کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔

دعوت ولیمہ

2 نومبر 2018ء کو مکرم مبشر چوہدری صاحب نے اپنے صاحبزادے مکرم طلحہ چوہدری صاحب کے ولیمہ کی تقریب کا اہتمام مسجد بیت الرحمٰن میری لینڈ امریکہ میں کیا۔ اس مبارک موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رفقائے کرام کے ساتھ رونق افروز ہوئے۔ مکرم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا مغفور احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ امریکہ، مکرم مولانا اظہر حنیف صاحب مشنری انچارج جماعت احمدیہ امریکہ، بعض دیگر معزز مہمانوں اور کینیڈا سے آئے ہوئے اعزہ واقارب نے شمولیت کی۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کرائی اور مہمانوں کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔ بعد ازاں حضور انور خواتین کے حصہ میں تشریف لے گئے جہاں دلہن کے سر پر پیار سے دستِ شفقت پھیرا اور فیملی کی خواتین نے اپنے پیارے آقا کا دیدار کیا۔

یاد رہے کہ دلہن محترمہ خولہ میاں صاحبہ مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب مشنری کینیڈا کی نواسی ہیں۔

☆ مکرم ڈاکٹر قمر خاں صاحب و محترمہ امۃ المصور احمد صاحبہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکرم مظفر احمد صاحب اور محترمہ حمیرہ احمد

صاحبہ میپل کی صاحبزادی محترمہ امۃ المصور احمد صاحبہ کا نکاح مکرم ڈاکٹر قمر احمد خاں صاحب ابن مکرم احمد خان صاحب و محترمہ شازیہ خاں صاحبہ نیوجرسی سے تیس ہزار یو ایس ڈالر ($30,000) حق مہر پر تجویز ہوا۔

11 مارچ 2018ء کو از راہ شفقت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن میں اس نکاح کا اعلان فرمایا۔ اور اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کرائی۔

تقریب رخصتانہ

23 نومبر 2018ء کو مکرم مظفر احمد صاحب و محترمہ حمیرہ احمد صاحبہ نے اپنی صاحبزادی محترمہ امۃ المصور احمد کی رخصتانہ کی تقریب کا اہتمام چاندنی کنونشن سینٹر مسی ساگا میں کیا۔ جس میں مقامی احباب، اعزہ و اقارب اور امریکہ سے آئی ہوئی بارات کے مہمانوں نے شمولیت کی۔

تلاوت اور دعائیہ نظم کے بعد مکرم مولانا مرزا محمد افضل صاحب مربی پیس ویلج نے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کرائی اور اس کے بعد مہمانوں کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔

تقریب ولیمہ

25 نومبر 2018ء کو مکرم احمد خان صاحب اور محترمہ شازیہ خان صاحبہ نے اپنے صاحبزادے مکرم ڈاکٹر قمر احمد خاں صاحب کے ولیمہ کی تقریب کا اہتمام اکبر بنکوٹ ہال نیوجرسی میں کیا۔ جس میں مقامی دوست، احباب، غیر از جماعت ڈاکٹروں کے علاوہ کینیڈا سے آئے ہوئے عزیز و اقارب اور دیگر معزز مہمانوں نے شرکت کی۔

مکرم امام سعید احمد صاحب نیوجرسی نے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کرائی۔ بعد ازاں مہمانوں کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔

ادارہ ان خوشیوں اور مسرتوں کے مواقع پر مذکوہ بالا خاندانوں کے افراد کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ان رشتوں کو ان کے خاندانوں اور جماعت کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور انہیں مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔ آمین

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم محسن میاں صاحب اور محترمہ جوہریہ میاں صاحبہ بریمپٹن کو 15 نومبر 2018ء کو دوسری بیٹی عزہ نور میاں سے نوازا ہے۔ یہ بچی وقفِ نو سکیم میں شامل ہے۔ عزیزہ عزہ سلمہا، مکرم مظفر میاں صاحب اور محترمہ منیرہ میاں صاحبہ آف میپل کی پوتی اور مکرم سکندر حیات مجوکہ صاحب اور محترمہ صفیہ مجوکہ صاحبہ وڈبرج کی نواسی ہے۔

احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ اس بچی کی عمر دراز کرے، خادمہ دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے نیز دین و دنیا کی حسنات سے نوازے۔ آمین۔

ادارہ ان خوشیوں اور مسرتوں کے مواقع پر ان خاندانوں کے تمام افراد کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہے۔

دعائے مغفرت

نماز جنازہ حاضر

☆ محترمہ رقیہ نسرین صاحبہ

17 نومبر 2018ء کو محترمہ رقیہ نسرین صاحبہ اہلیہ مکرم محمد منیر اختر صاحب سابق رضا کار بیت الاسلام مشن ہاؤس ٹورانٹو 81 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

23 نومبر 2018ء کو مسجد بیت الاسلام میں نماز جمعہ کے بعد مکرم مولانا امتیاز احمد سرا صاحب مربی وان نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اس کے فوراً بعد نیشنل قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم مولانا صاحب موصوف نے ہی دعا کرائی۔

مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ لجنہ اماء اللہ میں مختلف حیثیتوں سے خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ نہایت مخلص، نیک، صالحہ اور دعا گو خاتون تھیں۔ نظام جماعت اور خلافت سے گہرا تعلق تھا۔ مرحومہ نے پسماندگان میں دو بہنیں محترمہ منیرہ سیدہ صاحبہ یوکے اور محترمہ بشریٰ حمید صاحبہ امریکہ یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ محترمہ شاہ بانو میر صاحبہ

23 نومبر 2018ء کو محترمہ شاہ بانو میر صاحبہ اہلیہ مکرم نواب احمد صاحب مرحوم، کیلگری 77 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ 26 نومبر 2018ء کو مسجد بیت النور کیلگری میں نماز عشاء کے بعد ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔

29 نومبر کو مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں نماز عشاء کے بعد مکرم مولانا مرزا محمد افضل صاحب نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ شدید سردی کے باوجود کثیر تعداد میں دوستوں نے شرکت کی۔ آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔

مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ چندہ باقاعدگی سے ادا کرتیں اور تمام مالی تحریکات میں شرکت کرتیں اور اپنے بچوں کو بھی مالی قربانیوں میں شامل ہونے کی تحریک کرتیں۔ مرحومہ صوم و صلوٰۃ کی پابند، ہمدرد و خیر خواہ، خلیق، ملنسار، مہمان نواز، نیک اور خلافت سے گہری وابستگی رکھنے والی مخلص دعا گو خاتون تھیں۔

مرحومہ نے پسماندگان میں ایک بیٹا مکرم مجید احمد میر صاحب لوکل امیر جماعت احمدیہ کیلگری اور پانچ بیٹیاں مبارکہ شاہین صاحبہ پاکستان، محترمہ نسیمہ اختر صاحبہ پاکستان، محترمہ شمیم اختر صاحبہ بیلجیئم، محترمہ بشریٰ رحمٰن صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر سلیم قیصر صاحب وڈبرج، محترمہ شازیہ نواب صاحبہ ہالینڈ یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ مکرم چوہدری محمد سلیم صاحب

27 نومبر 2018ء کو مکرم چوہدری محمد سلیم صاحب وان جماعت 80 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

30 نومبر 2018ء کو مسجد بیت الاسلام میں نماز جمعہ کے بعد مکرم مولانا مرزا محمد افضل صاحب مربی پیس ویلج نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور فوراً بعد نیشنل قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم مولانا امتیاز احمد سرا صاحب مربی وان نے دعا کرائی۔ ہر دو مواقع پر کثیر تعداد میں احباب جماعت نے شرکت کی۔

مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت مخلص احمدی تھے۔ پاکستان میں مختلف حیثیتوں سے جماعتی خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ یہاں آنے کے بعد آپ تادم آخر شعبہ جائیداد کینیڈا کے محنتی اور مخلص رضا کار رہتے۔ مسجد میں جا کر باقاعدگی سے نماز ادا کرتے تھے۔ نیک، صالح دعا گو بزرگ تھے۔ نظام جماعت اور خلافت سے گہری وابستگی تھی۔ مرحوم نے پسماندگان میں دو بیٹے مکرم طاہر سلیم صاحب وان، مکرم عامر سلیم صاحب دوبئی اور دو بیٹیاں محترمہ عمیرہ عابد صاحبہ اہلیہ مکرم عابد محمود صاحب وان اور محترمہ سمیرہ طارق صاحبہ اہلیہ مکرم مبارک احمد طارق صاحب آٹوا یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ

3 دسمبر 2018ء کو محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ اہلیہ مکرم محی الدین صاحب، بریمپٹن جماعت 72 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

4 دسمبر 2018ء کو مسجد بیت الحمد مسی ساگا میں نماز عشاء کے بعد مکرم مولانا صادق احمد صاحب مربی مسی ساگا نے ان کی نماز

جنازہ پڑھائی۔اگلے روز 5 دسمبر کو بریمپٹن میموریل قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم مولانا شاہ رخ رضوان عابد صاحب مربی بریمپٹن نے دعا کرائی۔

مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مخلص خاتون تھیں۔آپ ہمدرد وخیر خواہ، خلیق، ملنسار اور خلافت سے گہری وابستگی رکھتی تھیں۔

مرحومہ نے پسماندگان میں شوہر اور ایک بیٹا مکرم فضل رحمٰن صاحب بریمپٹن یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ محترمہ نصرت لون صاحبہ

4 دسمبر 2018ء کو محترمہ نصرت لون صاحبہ اہلیہ مکرم بشارت احمد لون صاحب، بریمپٹن جماعت 72 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

7 دسمبر 2018ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں نماز جمعہ کے بعد مکرم مولانا صادق احمد صاحب مربی مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔اور فوراً بعد بریمپٹن میموریل قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم مولانا حافظ عطاء الوہاب صاحب مربی بریمپٹن نے دعا کرائی۔

مرحومہ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے لجنہ اماء اللہ بریمپٹن میں مختلف حیثیتوں سے اور خاص طور پر شعبہ ضیافت میں گراں قدر خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔بریمپٹن جماعت کی ابتدائی خواتین میں سے تھیں۔عیدین کے مواقع پر اپنے پڑوسیوں کی خوب خاطر ومدارت کرتی تھیں۔آپ کو نظام جماعت اور خلافت سے والہانہ محبت تھی۔

مرحومہ نے پسماندگان میں شوہر اور ایک بیٹا مکرم عمران لون صاحب اور ایک بیٹی محترمہ صباح لون یوسف صاحبہ امریکہ یادگار چھوڑی ہیں۔آپ مکرم نصیر شیخ صاحب، مکرم محمد صدیق شیخ صاحب بریمپٹن، مکرم ظفر اللہ شیخ صاحب اور محترمہ راشدہ صدیقہ صاحبہ امریکہ کی ہمشیرہ تھیں۔

☆ محترمہ شگفتہ بیگم ملک صاحبہ

4 دسمبر 2018ء کو محترمہ شگفتہ بیگم ملک صاحبہ اہلیہ مکرم مظفر احمد ملک صاحب، پیس ویلیج جماعت 73 سال کی عمر میں وفات پا گئیں اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

7 دسمبر 2018ء کو مسجد بیت الاسلام میں نماز جمعہ کے بعد مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔اور فوراً بعد نیشنل قبرستان میں تدفین کے بعد اور مکرم امیر صاحب نے ہی دعا کرائی۔

مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔اپنے بچوں کی دیکھ بھال اور محبت کرنے والی خاتون تھیں۔مخلص احمدی، نیک، صالحہ متقی اور خلافت سے گہرا تعلق رکھنے والی تھیں۔

مرحومہ نے پسماندگان میں شوہر، دو بیٹے مکرم عمر ملک صاحب، مکرم بلال ملک صاحب اور دو بیٹیاں محترمہ تابندہ ملک صاحبہ اور محترمہ سدرہ ملک صاحبہ یادگار چھوڑی ہیں۔آپ مکرم عبدالغفور صاحب امریکہ، مکرم رانا رفیع اللہ صاحب کیلگری اور محترمہ طاہرہ تنویر صاحبہ بریڈفورڈ، محترمہ بشریٰ ملک صاحبہ اور محترمہ نگہت یاسمین صاحبہ، پیس ویلیج کی ہمشیرہ تھیں۔

☆ محترمہ خوشنودی بیگم صاحبہ

8 دسمبر 2018ء کو محترمہ خوشنودی بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد شفیع خاں صاحب مرحوم، سکاربرو جماعت 95 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

10 دسمبر 2018ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں نماز عشاء کے بعد مکرم مولانا آصف خاں صاحب مربی ٹورانٹو نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔اور اگلے روز 11 دسمبر کو بریمپٹن میموریل قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے دعا کرائی۔

مرحومہ، مکرم عبدالعزیز صاحب شاہ جہان پوری مرحوم کی صاحبزادی تھیں اور خلافت ثانیہ کے ابتدائی زمانہ میں ایک خواب کے ذریعہ احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی اور حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت بجالانے کی توفیق پائی۔آپ ایک مخلص احمدی، نیک، صالحہ، صوم وصلوٰۃ کی پابند، متقی اور دعا گو خاتون تھیں، آپ کو خلافت سے والہانہ عقیدت ومحبت تھی۔

مرحومہ نے پسماندگان میں صرف ایک بیٹا مکرم محمد شفیق صاحب، سکاربرو یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ محترمہ شگفتہ احمد صاحبہ

9 دسمبر 2018ء کو محترمہ شگفتہ احمد صاحبہ اہلیہ مکرم مبارک احمد صاحب، ٹورانٹو جماعت 56 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔10 دسمبر 2018ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں نماز عشاء کے بعد مکرم مولانا آصف خاں صاحب مربی ٹورانٹو نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔اور اگلے روز 11 دسمبر کو نیشنل قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے دعا کرائی۔

مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، قرآن کریم باقاعدہ تلاوت کرنے والی، نیک، صالحہ خاتون تھیں۔آپ کو خلافت سے والہانہ عشق تھا۔

مرحومہ نے پسماندگان میں شوہر اور چار بیٹیاں محترمہ شمائلہ احمد لک صاحبہ، محترمہ نائلہ احمد صاحبہ، محترمہ نبیلہ احمد صاحبہ اور محترمہ کرن احمد صاحبہ یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب

12 دسمبر 2018ء کو مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب، پیس ویلیج جماعت 84 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ 14 دسمبر 2018ء کو مسجد بیت الاسلام میں نماز جمعہ کے بعد مکرم مولانا مرزا محمد افضل صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں کثیر تعداد میں احباب جماعت نے شرکت کی۔

مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔آپ کی نعش ربوہ لے جائی گئی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔پاکستان میں مختلف حیثیتوں سے خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔کینیڈا آنے کے بعد بیت الاسلام مشن ہاؤس میں لمبا عرصہ رضا کارانہ طور پر خدمت کرتے رہے۔آپ مکرم مبارک احمد ناصر صاحب مرحوم کے والد محترم تھے، جو ونڈسر جماعت میں خدمات بجالاتے رہے۔آپ مسجد میں جا کر باقاعدگی سے نماز ادا کرتے تھے۔نیک، صالح، متقی اور پرہیز گار انسان تھے۔آپ کو خلافت سے والہانہ عشق تھا۔

مرحوم نے پسماندگان میں تین بیٹیاں محترمہ رفعت ناصر صاحبہ جرمنی، محترمہ شفقت سلطانہ صاحبہ پاکستان اور محترمہ زاہدہ عامر صاحبہ پیس ویلیج یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ مکرم عبدالجبار صاحب

13 دسمبر 2018ء کو مکرم عبدالجبار صاحب، وان جماعت 87 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

16 دسمبر 2018ء کو مسجد بیت الاسلام میں نماز ظہر کے بعد مکرم مولانا انفصال احمد صاحب نائب امیر ومشنری انچارج نائیجیریا نے اپنے اباجان کی نماز جنازہ پڑھائی جس میں کثیر تعداد میں دوستوں نے شرکت کی۔اگلے روز 17 دسمبر کو نیشنل قبرستان میں اپنے اباجان کی تدفین کے بعد بھی محترم مولانا صاحب موصوف نے دعا کرائی۔

مرحوم نے ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد اپنی زندگی جماعت کے لئے وقف کردی۔آپ کو بانجول، گیمبیا میں احمدیہ ہسپتال میں تین سال تک بحیثیت ایڈمنسٹریٹر خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔بعدہ 2003ء دفاتر تحریک جدید ربوہ خدمات بجالاتے رہے۔آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند، نیک، صالح، متقی، پرہیزگار، اور دعا گو بزرگ تھے۔آپ نے اپنے بچوں کی اعلیٰ تربیت کی اور نظام جماعت اور خلافت سے دلی

محبت پیدا کی۔ آپ کو خلافت سے والہانہ عقیدت و محبت تھی۔ مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ فہمیدہ اختر صاحبہ، چار بیٹے مکرم ڈاکٹر اعجاز احمد رؤف صاحب سابق نیشنل سیکرٹری تعلیم جماعت احمدیہ کینیڈا، مکرم مولانا افضال احمد رؤف صاحب، نائب امیر و مشنری انچارج نائیجیریا، مکرم امتیاز احمد صاحب، مکرم بشارت احمد صاحب وان، اور تین بیٹیاں محترمہ لبنیٰ شاہد صاحبہ، محترمہ شبانہ زاہد صاحبہ اور محترمہ رخسانہ جبار صاحبہ ہملٹن یادگار چھوڑی ہیں۔

نماز جنازہ غائب

23 نومبر 2018ء کو مسجد بیت الاسلام میں نماز جمعہ کے بعد مکرم مولانا امتیاز احمد سرا صاحب مربی وان نے محترمہ رقیہ نسرین صاحبہ اہلیہ مکرم محمد منیر اختر صاحب مرحوم کی نماز جنازہ کے ساتھ درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

☆ محترمہ نذیر بیگم صاحبہ

14 نومبر 2018ء کو محترمہ نذیر بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد صادق صاحب لندن یوکے، 81 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 18 نومبر 2018ء کو مسجد فضل لندن کے احاطہ میں نماز جنازہ پڑھائی مرحومہ نیک، صالح، مہمان نواز، دیندار اور دعا گو بزرگ تھیں۔ آپ نے پسماندگان میں تین بیٹے اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئیں۔ آپ مکرم محمد لطیف صاحب پیس ویلج کی بھابھی تھیں۔

☆ مکرم محمد آصف صاحب

21 نومبر 2018ء کو مکرم محمد آصف صاحب، کوٹلی آزاد کشمیر، 42 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم، مکرم محمد لطیف صاحب پیس ویلج کے بھانجے تھے۔

30 نومبر 2018ء کو مسجد بیت الاسلام میں نماز جمعہ کے بعد مکرم مولانا مرزا محمد افضل صاحب مربی پیس ویلج نے مکرم چوہدری محمد سلیم صاحب کی نماز جنازہ کے ساتھ درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

☆ مکرم ملک عبدالخالق صاحب

17 اکتوبر 2018ء کو مکرم ملک عبدالخالق صاحب ربوہ، 92 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم، مکرم ملک منصور احمد صاحب کے والد اور مکرم ذی شان صاحب پیس ویلج کے دادا تھے۔

☆ محترمہ امۃ القیوم صاحبہ

5 نومبر 2018ء کو محترمہ امۃ القیوم صاحبہ سیالکوٹ، 73 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئیں۔ مرحومہ نے پسماندگان میں دو بیٹے اور چار بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ محترمہ فہمیدہ مظفر صاحبہ اہلیہ مکرم عابد محمود کاہلوں صاحب مخلص رضاکار بیت الاسلام مشن ہاؤس کینیڈا کی والدہ اور مکرم مولانا چوہدری عبدالشکور صاحب مربی سلسلہ ربوہ کی چھوٹی ہمشیرہ تھیں۔

☆ مکرم رانا عطاء اللہ خاں صاحب

17 نومبر 2018ء کو مکرم رانا عطاء اللہ خاں صاحب، لندن یوکے، 83 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ دعوت الی اللہ کے فعال رکن تھے۔ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، ہمدرد و خیر خواہ، خلیق، ملنسار، مہمان نواز اور دعا گو بزرگ تھے۔ نظام جماعت اور خلافت سے والہانہ عقیدت و محبت تھی۔ آپ، مکرم ڈاکٹر رانا مبشر حمید احمد صاحب بریمپٹن جماعت کے تایا جان تھے۔

7 دسمبر 2018ء کو مسجد بیت الاسلام میں نماز جمعہ کے بعد مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے محترمہ شگفتہ بیگم ملک صاحبہ کے حاضر جنازہ کے ساتھ درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

☆ مکرم چوہدری لطیف احمد گوندل صاحب

30 نومبر 2018ء کو مکرم چوہدری لطیف احمد گوندل صاحب، جرمنی میں 78 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم نے پسماندگان میں بیوہ، دو بیٹے اور چار بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ مکرم نصیر احمد گوندل صاحب اور مکرم ظفر احمد گوندل صاحب پیس ویلج کے خالہ زاد بھائی تھے۔

☆ محترمہ عالمہ بی بی صاحبہ

یکم دسمبر 2018ء کو محترمہ عالمہ بی بی صاحبہ سیالکوٹ، 91 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ 2 دسمبر کو دفتر صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے لان میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، نیک، صالحہ اور دعا گو خاتون تھیں۔ مرحومہ نے پسماندگان میں تین بیٹے اور پانچ بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ مکرم عبداللطیف خاں صاحب میپل کی رشتہ میں خالہ ساس تھیں۔

☆ محترمہ خالدہ محمود صاحبہ

7 دسمبر 2018ء کو محترمہ خالدہ محمود صاحبہ لاہور میں 66 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئیں۔

مرحومہ نیک، صالحہ، صوم وصلوٰۃ کی پابند۔ ہمدرد و خیر خواہ، خلیق، ملنسار اور مہمان نواز تھیں۔ نظام جماعت اور خلافت سے والہانہ عقیدت و محبت رکھتی تھیں۔ مرحومہ نے پسماندگان میں دو بیٹے اور چار بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ مکرم کرنل (ر) منصور احمد طارق صاحب ونڈسر کی ہمشیرہ، مکرم انوار الحق صاحب، مکرم انتصار احمد صاحب، مکرم افتخار الحق صاحب اور مکرم شاہد احمد منصور صاحب صدر مجلس انصار اللہ کینیڈا اور نیشنل سیکرٹری تربیت جماعت احمدیہ کینیڈا کی ممانی تھیں۔

☆ مکرم چوہدری مسعود احمد صاحب

7 دسمبر 2018ء کو مکرم چوہدری مسعود احمد صاحب ربوہ میں 80 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم مکرم چوہدری محمود احمد بی ٹی صاحب سابق مشنری انچارج یوگنڈا اور حال مخلص رضا کار شعبہ رشتہ ناطہ جماعت احمدیہ کینیڈا، کے چھوٹے بھائی تھے۔

14 دسمبر 2018ء کو مسجد بیت الاسلام میں نماز جمعہ کے بعد مکرم مولانا مرزا محمد افضل صاحب مربی پیس ویلج نے مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب کی نماز جنازہ پڑھائی کے ساتھ مکرم مسعود احمد صاحب کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

ادارہ ان مرحومین کے تمام ورثاء سے دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا مرحومین کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے، ان کے تمام پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور اپنے خاندان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین